عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

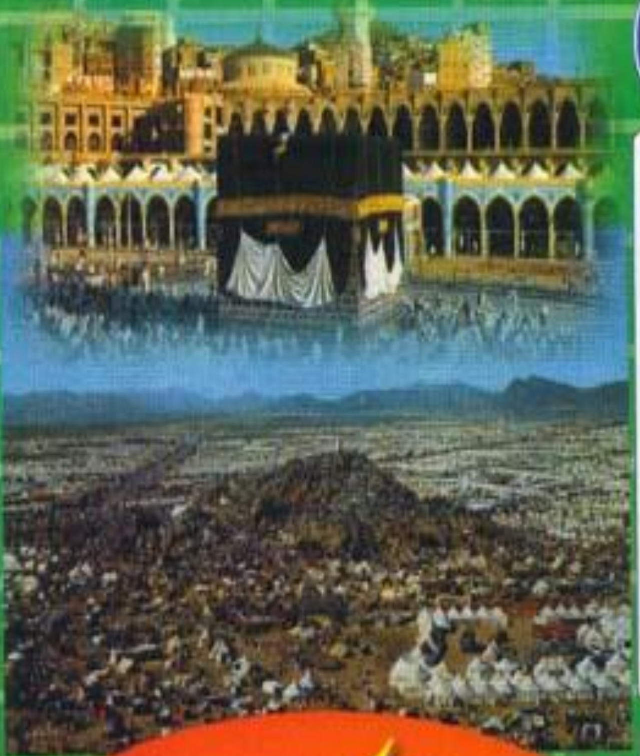

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۱۳ تا ۱۹/ شوال ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۲۰۰۱ء تا ۳ جنوری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳۲

قیمت: ۷/ روپے

حج کیوں؟

مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کا انجام

عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح

دنیا بھر کی کفریہ طاقتیں اور پاکستان

توضیح و تشریح المقیت جل جلالہ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

جھوٹے نبی کا انجام:

س:...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکان نبوت پر روشنی ڈالئے اور بتائیے کہ جھوٹے نبیوں کا انجام کیا ہوتا ہے مرزا قادیانی کا انجام کیا ہوگا؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نبوت ممکن نہیں' جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے چنانچہ تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا۔ خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا اور دم واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈا:

س:...... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے اخبار میں بھی آیا تھا براہ مہربانی مجھے بتائیں میں اسے کیا جواب دوں؟

ج:...... اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے نہ اس پر سزا دی جاتی ہے البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

س:...... ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ان کی تحریروں کے حوالے دیں؟ ہمارے محلے کے چند قادیانی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

ج:...... مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروہ ہیں ایک لاہوری' دوسرا قادیانی (جن کا مرکز پہلے قادیان تھا اب ربوہ ہے) ان دونوں کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اور تحریروں میں باصرار و تکرار نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے' لیکن لاہوری گروہ اس دعوائے نبوت میں تاویل کرتا ہے۔ جب کہ قادیانی گروہ کسی تاویل کے بغیر مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے۔

آپ سے جن صاحب کی گفتگو ہوئی ہے وہ غالباً لاہوری گروہ کے ممبر ہوں گے۔ ان کی خدمت میں عرض کیجئے کہ یہ جھگڑا تو وہ اپنے گھر میں نمٹائیں کہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی کیا توجیہ و تاویل ہے؟ ہمارے لئے اتنی بات بس ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور دعویٰ بھی انہی لفظوں میں جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا مثلاً:

"قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔" (الاعراف:۱۵۸)

"قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ" (الکہف:۱۱۰) وغیرہ وغیرہ۔

اگر ان الفاظ سے بھی دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا تو یہ فرمایا جائے کہ کسی مدعی نبوت کو نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں؟

رہیں دعویٰ نبوت کی تاویلات! تو دنیا میں کس چیز کی لوگ تاویلیں نہیں کرتے' بتوں کو خدا بنانے کے لئے لوگوں نے تاویلیں ہی کی تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والے بھی تاویلیں ہی کرتے ہیں۔ جس طرح کسی اور کھلی ہوئی غلط بات یا غلط عقیدہ کی تاویل لائق اعتبار نہیں۔ اسی طرح حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بھی قطعی غلط ہے اور اس کی کوئی تاویل (خواہ خود مدعی کی طرف سے کی گئی ہو یا اس کے ماننے والوں کی جانب سے) لائق اعتبار نہیں...... دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔"

ترجمہ: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔"

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ:

"اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوش و حواس سے محروم ہو تو اس کو معذور سمجھا جائے گا ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔"

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ قادیانی تھا تو کیا کیا جائے؟

س:...... کسی فرد کے ساتھ کھانا کھا لینا بعد میں اس فرد کا یہ معلوم ہوا کہ وہ قادیانی تھا پھر کیا حکم ہے؟

ج:...... آئندہ اس سے تعلق نہ رکھا جائے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوة

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: اللہ وسایا

جلد: ۲۰ ۱۳ تا ۱۹ شوال ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۲۰۰۱ء تا ۳ جنوری ۲۰۰۲ء شمارہ: ۳۲

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

دنیا بھر کی کفریہ طاقتیں اور پاکستان .... (اداریہ) 4
مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کا انجام .... (حضرت مولانا اللہ وسایا) 6
عقیدہ ختم نبوت کی تشریح .... (حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری) 10
توضیح و تشریح الفقیت جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 15
والدین کی غفلت اولاد کے اخلاق و کردار کا دیوالیہ!! .... (ام مدیحہ) 18
حج کیوں؟ .... (قاری سعید الرحمن) 19
وہ روزہ روز عید تھا .... (ریاض حسین چودھری) 20
مصائب و آلام میں انسان کو کیا کرنا چاہئے؟ .... (شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) 23
تعارف قرآن بزبان قرآن .... (ڈاکٹر ابو الخیر کشفی) 26

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت فیصل بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ: 300487-9 کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا بھر کی کفریہ طاقتیں اور پاکستان

امارات اسلامی افغانستان کے خلاف پوری دنیا کی کفریہ طاقتوں اور بے حس مسلم حکمرانوں کی مشترکہ جنگ کا نتیجہ ظاہر ہے تباہی کے سوا کچھ نہیں تھا لیکن امیر المومنین ملا عمر اور طالبان قیادت نے تباہی اور شہادتوں کو اسلام کی سربلندی کے لئے برداشت کرلیا اور ہزاروں جانوں کا نذرانہ دے کر ثابت کردیا کہ مسلمان شہید تو ہوسکتا ہے مگر کفر کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ ہمیں کفریہ طاقتوں سے کوئی شکوہ نہیں کہ ان کا مقصد ہی مسلمانوں کو تباہ کرنا اور اسلام کو ختم کرنا ہے' اگرچہ ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اسلام کو جتنا دبایا جائے گا اتنا ہی ابھرے گا البتہ افسوس مسلم حکمرانوں اور دانشوروں پر ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی اس تباہی میں بھرپور حصہ لے کر کفریہ طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کئے جس کا خمیازہ صرف ان کو ہی نہیں پوری امت مسلمہ کو بھگتنا ہوگا۔

افغانستان کی اس تباہی کے بعد امریکہ نے اسرائیل کے ذریعہ فلسطین کے مسلمانوں کو تباہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور یاسر عرفات کے ذریعہ ایک طرف تو مسلمان مجاہدین کو حکم دلوایا جارہا ہے کہ وہ فلسطین کے مسلمانوں کو ختم کرے کیونکہ اس کو اپنے دفاع کا حق ہے۔ اس کی مکمل حمایت کی جارہی ہے اور فلسطین کے متعلق قرارداد کو امریکہ ویٹو کررہا ہے۔ ادھر ہندوستان نے پاکستان کو آنکھیں دکھانا شروع کردی ہیں اور پہلے طیارہ کے اغوا کا ڈرامہ پھر سرینگر کی پارلیمنٹ میں بم دھماکہ اور اب دہلی کی پارلیمنٹ میں خود بم کا ڈرامہ رچا کر پاکستان کے خلاف مہم شروع کی ہوئی ہے اور جنگ کی دھمکیاں دے کر پاکستان اور کشمیر کے مسلمانوں کو ختم کرنے کی باتیں کی جارہی ہیں' ایسے موقع پر چاہئے تو یہ تھا کہ حکمران علماً کرام اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کو بلا کر ان کو اعتماد میں لے کر بھارت کی اس مہم کے خلاف عوام کو تیار کرتے انہوں نے علماً کرام' مذہبی جماعتوں اور دینی مدارس کے خلاف مہم شروع کی ہوئی ہے اور دین دار طبقہ کو امارات اسلامی افغانستان کی حمایت کی سزا دینے کی باتیں کررہے ہیں' جس سے یہ اندازہ ہونا مشکل نہیں کہ اس وقت ہمارے حکمران امریکہ کی بولی بول رہے ہیں یا قادیانی لابی ہمارے حکمرانوں کی بے حسی سے فائدہ اٹھا کر اس دشمن پالیسی کو مسلط کرنے یا اپنے خلیفہ اول مرزا بشیر الدین کے ناپاک منصوبہ اکھنڈ بھارت کی راہ ہموار کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود ۱۹۵۲ء تک اعلان کرتا رہا کہ جلد ہی قادیانی اکھنڈ بھارت کی خوش خبری سنیں گے اور ان کو اپنا روحانی مرکز قادیان جانے کی اجازت مل جائے گی۔ یہ بات بھی کسی سے مخفی نہیں کہ آرمی اور فضائیہ میں قادیانیوں کی بہت بڑی تعداد قادیانیوں کی ہے اور انہوں نے تحریک ختم نبوت سے کچھ

عرصہ پہلے مرزا ناصر کو سالانہ جلسہ چناب نگر کے موقع پر سلامی دی تھی۔ یہ بات بھی کسی سے مخفی نہیں کہ امریکہ نے متعدد بار امداد دینے کے لئے یہ شرط عائد کی تھی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی شق ختم کی جائے' اور اس بات سے بھی کوئی لاعلم نہیں کہ مرزا طاہر نے گزشتہ چند سالوں سے پاکستان کی تباہی کا واویلا مچایا ہوا ہے۔ اس پس منظر میں ہندوستان کی دھمکیاں اور امریکہ کی طرف سے اس کو تھپکی دینا اور مرزائیوں اور قادیانیوں کی اندرون خانہ ہندوستان سے تعاون اور وزیر داخلہ اور بعض نادان وزراء کے بیانات کے ذریعہ عوام کی حکومت' ہزاروں ایسے عوامل ہیں جو بہت سخت خطرات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں جب کہ بعض لسانی گروپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جغرافیائی حالات کی وجہ سے سرحدات بدل سکتی ہیں۔ قادیانی اکھنڈ بھارت کی باتیں کر رہے ہیں تو اس صورت میں خدانخواستہ ہندوستان کی طرف سے حملے کی صورت میں مشرقی پاکستان والے حالات پیدا نہ ہو جائیں' اس لئے ہم جنرل مشرف اور دیگر فوجی حکام کو یہی کہیں گے کہ وہ سب سے پہلے قوم کو اعتماد میں لیں۔ تمام مذہبی اور دینی رہنماؤں کو بلا کر صحیح صورت حال سے آگاہ کریں۔ دینی مدارس اور دین دار طبقے کے خلاف مہم جوئی ختم کر کے اس کا اعتماد بحال کریں اور فضائیہ اور آرمی میں موجود قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمن قوتوں پر نگاہ رکھیں۔

بہر حال یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہونی چاہئے کہ ہندوستان کے خلاف جنگ کی صورت میں پوری قوم پاکستانی افواج کے ساتھ ساتھ ہوگی اور اس کے شانہ بشانہ جہاد میں حصہ لے گی' بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری فوج کا جو ''موٹو'' جہاد ہے اس کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے اور سرکاری اداروں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر بھرپور نگاہ رکھیں۔

گوہر شاہی کی جہنم رسیدی

جھوٹا مدعی امام مہدی و مسیح موعود گوہر شاہی اپنے انجام کو پہنچ گیا' اور لندن میں جہنم رسید ہوا۔ عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ اس کو لندن کی ناپاک مٹی میں اپنے آقاؤں کے چرنوں میں دفن کیا جائے گا اور پاکستان جہاں کہ اس کے خلاف مقدمات ہیں دفن کرنے کے لئے نہیں لایا جائے گا۔ مگر ہماری حکومت کی نااہلی اور غفلت کی وجہ سے اس کو یہاں لا کر خفیہ طور پر مٹی تلے جہنم پہنچا دیا گیا اور اس کے چیلے چپاٹے اس کا مزار بنا کر ایک اور شرک کا اڈا اور فتنوں کا مرکز بنائیں گے اس لئے ہم حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ وہ فوری طور پر اس فتنہ کی روک تھام کے لئے قانونی اقدامات کرے اور اگر ممکن ہو تو اس کی نعش کو نکال کر کسی نامعلوم مقام پر دفن کرے بصورت دیگر فتنے اٹھیں گے اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث ہوگا۔

مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کا انجام

سوال: ۷...... نبی جب کوئی پیش گوئی کرتے ہیں تو اللہ پاک اس کو ضرور پورا فرماتے ہیں، مگر مرزا کی ایک پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ کم از کم تین مثالیں دیں؟

جواب:......

پہلی پیش گوئی: مرزا کی موت سے متعلق:

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

(البشریٰ ص۱۰۵، بحوالہ تذکرہ ص۵۹۱)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی، اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل و رسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت نمبر۶۷۲)

اسی طرح سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیش گوئی: زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی:

پیر منظور محمد، مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا نے ایک پیش گوئی کر دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:

"پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ در روحانی خزائن ص۱۰۳ ج۲۲)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی، تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا، آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے، لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مرگئی، اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا، اور نہ وہ زلزلہ آیا، اور مرزا ذلیل و رسوا ہوا۔

تیسری پیش گوئی: بکر و ثیب:

یہ پیش گوئی مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں اس طرح ہے:

"تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا، اور وہ یہ ہے کہ "بکر و ثیب" جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر سے متعلق تھا، پورا ہوگیا، اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں، اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔"

(تریاق القلوب ص۳۴ ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، تذکرہ ص۳۹)

تبصرہ:

مرزا قادیانی کے بقول اسے یہ الہام ۱۸۸۱ء میں ہوا، جیسا کہ تذکرہ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ اس الہام کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے ۱۸۸۴ء میں نصرت جہاں بیگم سے شادی کی جو کہ بکر یعنی کنواری تھی۔ اب خدائی وعدہ کے مطابق ایک بیوہ عورت

سے بھی شادی ضروری تھی۔ چنانچہ مرزا صاحب محمدی بیگم کے خاوند سلطان بیگ کے انتقال اور محمدی بیگم کے ان کے نکاح میں آنے کی پیش گوئی کرتے رہ گئے اور محمدی بیگم کو بیوی کی حالت میں اپنے حبالہ عقد میں لانا نصیب نہ ہوا اور یہ غم لئے دنیا سے رخصت ہو گیا اور یہ ثیب بیوہ والی پیش گوئی صاف طور پر جھوٹی ثابت ہوئی اور اس کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی کیونکہ محمدی بیگم کے علاوہ اور کوئی ''بیوہ'' عورت بھی تو مرزا کے نکاح میں نہ آئی تھی۔

محمدی بیگم ثیب کا مصداق ہے اس پر مرزا قادیانی کو یقین نہ تھا:

مرزا غلام احمد نے اللہ کے نام پر یہ وحی گھڑی کہ احمد بیگ پہلے تمہیں دامادی میں قبول کرے (نہ سلطان محمد کو)۔ (دیکھئے روحانی خزائن ص۲۰۷ ج۵)

اس کا بیوہ ہونے کی حالت میں مرزا کے نکاح میں آنا یہ ایک دوسرے درجے کی بات تھی لیکن جب اس کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا تب اس نے ثیب کا مصداق محمدی بیگم کو ٹھہرایا اور اگر اس کا پہلا ہی خیال درست ہوتا اور محمدی بیگم پہلے اس کے نکاح میں آتی تو بھی اس کا یہ الہام غلط ہوتا کہ باکرہ تو آ گئی اور ثیب کا الہام پھر بھی پورا نہ ہوا۔ ازاں بعد مرزا کا یہ الہام بڑا واضح بغیر کسی شرط کے رہا ہے اس لئے یہاں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن قربان جایئے تذکرہ کے مرتب کے کہ اس نے اپنے شیطان کی مدد سے ایک عجیب و غریب تاویل گھڑی اور اس کے وہ معنی بیان کئے جو مرزا غلام احمد کو بھی نہ سوجھے تھے۔ مرتب نے حاشیہ لگاتے ہوئے لکھا:

''یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین (نصرت جہاں بیگم مراد ہے...... ناقل) کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔''

(تذکرہ ص۳۰۹ در حاشیہ)

۱:...... مرزا نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں ایک عورت سے شادی کروں گا جو باکرہ ہو گی اور میرے بعد ثیبہ رہ جائے گی، مرزا نے تو صاف الفاظ میں دو عورتوں سے شادی کا لکھا تھا۔ اس الہام کی تاویل کرنے والے حاشیہ نگار اور دوسرے مرزائیوں کا حال دیکھیں کہ خدا کا خوف کرنے، لوگوں سے شرم و حیا کرنے اور مرزا کو جھوٹا ماننے کے بجائے مرزا کا دفاع کرنے اور لوگوں کو بچوں والی باتوں سے بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں سچ فرمایا ہے:

''ختم اللہ علیٰ قلوبھم و علیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ و لھم عذاب عظیم۔''

(البقرۃ)

۲:...... ہر وہ شخص جو باکرہ سے شادی کرے مرد کے مرنے کے بعد وہ ثیبہ رہ جائے گی تو مرزا کی پیش گوئی کا اختصاص کیا ہوا۔

۳:...... خاوند کے مرنے کے بعد تو عورت مرد کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے جبکہ مرزا کی پیش گوئی نکاح میں آنے کی تھی۔ غرض مرزا کی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔

چوتھی پیش گوئی: ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا:

امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی (TRAIN) چل جائے گی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی، اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہو جائے گا، تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آ جائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۰۳، روحانی خزائن ص۱۹۵ ج۱۷)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (TRAIN) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہئے تھی۔ ۹۲ سال اوپر گزر گئے اور وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہو گئی۔

پانچویں پیش گوئی: غلام حلیم کی بشارت:

مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود، عمر پانے والا، کان اللہ نزل من السماء، (گویا خدا آسمان سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مرگیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا صاحب پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کئے تاکہ مریدوں سے چلے بجنے چیتوں کو حد سب پہنچے۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام سنایا:

''انا نبشرک بغلام حلیم۔'' (البشریٰ ص ۱۳۴ ج ۲)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا:

''آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا: انا نبشرک بغلام حلیم۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ ینزل منزل المبارک۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔'' (البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

چند دن کے بعد پھر الہام سنایا:

''ساھب لک غلاما زکیا۔ رب ھب لی ذریۃ طیبۃ۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔'' (البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمّٰی یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہ قائم مقام ہوتا تھا، کی پیش گوئی مرقوم ہے۔ اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتراء علی اللہ ثابت ہوگئے۔

سوال ۵:...... دلائل سے ثابت کریں کہ مرزا انگریز کا ایجنٹ تھا اور انگریز نے اپنے مخصوص مفاد کے حصول کے لئے اس کو مذہب کا لبادہ اوڑھایا، واضح ہو کہ انگریز مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خائف تھا اور چاہتا تھا کہ مسلمانوں سے یہ جذبہ ختم ہوجائے، آپ واضح کریں کہ مرزا نے انگریز کی خواہش کی تکمیل کس طرح کی؟

جواب:...... مرزا قادیانی جدی طور پر انگریز کا خودکاشتہ پودا تھا، انگریز نے جب متحدہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کیں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات سے ہمارے مؤقف کی صداقت ملاحظہ ہو:

۱:...... ''یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (انگریز گورنمنٹ) ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے...... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے...... ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۳۵۰ روحانی خزائن ص ۳۵۰ ج ۱۳)

۲:...... ''سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ (انگریزی) نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولتمدار انگریزی کا خیرخواہ ہے...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب، میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۰۹ ج ۳)

۳:...... ''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔''

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۴:...... ''اور میں نے صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۵:...... ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہوجائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہوجائیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵ روحانی خزائن ص ۱۵۵،۱۵۶ ج ۱۵)

۶:...... ''سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا

تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی، جو درحقیقت ان کی محسن ہے، سچی اطاعت اختیار کرنی چاہئے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکرگزاری کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ کے گناہ گار ہوں گے۔" (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۷..... "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے، سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے..... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔" (شہادۃ القرآن ص "ج د" روحانی خزائن ص ۳۸۰، ۳۸۱ ج ۶)

۸..... "جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیرخوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا، اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۵، حاشیہ روحانی خزائن ص ۴۴۳ ج ۱۷)

۹.....

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۹، ۲۹۸ روحانی خزائن ص ۷۷ ج ۱۷)

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ

پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

تحریر: حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری

عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

آج کے محاضرے میں اسلامی عقائد میں سے ایک اہم اور بنیادی عقیدہ یعنی عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ اگرچہ ضروریات دین میں سے ہونے کی وجہ سے یہ عقیدہ انتہائی بدیہی و قطعی مسئلہ ہے اور اس پر بحث کرنا ایک بدیہی چیز کو نظری بنانے کے مترادف ہے، جیسے نماز، روزہ و دیگر ارکان اسلام کی فرضیت کا عقیدہ ایک بدیہی و یقینی مسئلہ ہے جس پر کسی بحث و گفتگو کی ضرورت نہیں ہے، لیکن چونکہ تقریباً ایک صدی قبل، قادیان کے دہقان، مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک ملحد شخص نے اس عقیدہ کے قطعی دلائل، آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ملحدانہ شبہات و مغالطے پیدا کر کے امت محمدیہ میں تشتت و افتراق کی بنیاد ڈالی، اور دین اسلام کے متوازی ایک نئے دین و مذہب کو رواج دینے کی مذموم کوشش کی اور اپنی لمبی لمبی تصنیفات و اشتہارات وغیرہ کے ذریعہ اپنے گمراہ کن ارتدادی نظریات کا مختلف پیرایوں سے بار بار اظہار کیا، پھر لقمہ اجل ہوجانے کے بعد اس کے پیروکاروں نے اس کے کفریہ عقائد و دعاوی کی تائید و اشاعت کے لئے طویل و عریض لٹریچر کے علاوہ دیگر ذرائع ابلاغ کو اختیار کر کے تلبیسات کا سلسلہ آج تک قائم کر رکھا ہے، اس لئے علماً اسلام کو عموماً اور علماً ہند کو خصوصاً اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنی پڑی ہے تا کہ قادیانی زیغ و ضلال اور کفر و ارتداد مکمل طور پر طشت از بام ہوجائے اور عام مسلمان قادیانی دھوکہ میں آ کر اپنے دین و ایمان کی بے بہا دولت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

اس بحث میں دو بنیادی مسئلے آتے ہیں:

(۱) سلسلہ نبوت جاری ہے یا بند ہے؟

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت۔

جہاں تک دوسرے مسئلے کا معاملہ ہے تو اس کی تکذیب و تردید کے لئے کسی طویل بحث و استدلال کی ضرورت نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو ہمیشہ امت محمدیہ نے کذاب ہی سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی صحیح الدماغ انسان، مرزا قادیانی کے انتہائی گرے ہوئے کریکٹر کو جان لینے کے بعد (جس کی ہلکی سی جھلک پہلے محاضرہ میں آ چکی ہے) اس کو شریف اور مہذب انسان بھی قرار نہیں دے گا، چہ جائیکہ اس کو کسی قسم کا نبی قرار دے۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

البتہ پہلے مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے تفصیلی بحث و استدلال مناسب ہے، اس سلسلہ میں پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ

نبوت و رسالت کیا ہے اور اس کی ضرورت کیوں ہے؟

اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات جل مجدہ نے اپنی مخلوقات میں سے خصوصاً انسان اور جن کو صاحب عقل و شعور بنایا ہے اور ان کی تمام ضروریات زندگی مہیا فرمائی ہیں، منجملہ انکے یہ بھی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جب انہیں جسمانی و روحانی امراض لاحق ہوں تو ان کے ازالہ کی تدابیر سمجھائی جائیں۔

روحانی امراض میں سب سے بڑا اور بنیادی مرض یہ ہے کہ مکلفین اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہوجائیں، چنانچہ قرآن کریم میں توبیخاً خطاب فرمایا گیا ہے:

"افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون۔"

(سورہ المؤمنون: ۱۱۶)

ترجمہ: "سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے۔" (شیخ الہند)

پھر دوسرے مقام پر حق تعالیٰ نے انسان و جنات کا مقصد تخلیق بطریق حصر بیان فرمایا ہے

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔" (سورہ الذاریات: ۵۶)

ترجمہ: "اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔" (شیخ الہند)

اب سوال یہ ہے کہ عبادت خداوندی کا طریقہ

کیا ہے؟ اگر اس معاملہ کو مکلفین کی ناقص عقل کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ باری تعالیٰ کی مرضیات کے موافق فریضہ عبادت کی انجام دہی نہیں کر سکتے، لہٰذا رحیم و کریم پروردگار عالم نے اس مشکل کو بھی حل فرمادیا، چنانچہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو مع ان کی ذریت مقدرہ کے حکم ہوا۔

"اھبطوا منھا جمیعاً فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔" (سورہ بقرہ:۳۸)

ترجمہ: "نیچے جاؤ یہاں سے تم سب، پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" (شیخ الہند)

خاصل یہ ہے کہ امر تکوینی ہے، تم سب زمین پر جاؤ، وہاں میری طرف سے ہدایت و رہنمائی کا سامان ملے گا تمہارا کام صرف راستہ پر چلنا ہوگا، راستہ بتانے کا کام تم سے متعلق نہیں ہوگا ارشاد فرمایا گیا۔

"وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ" (سورہ انعام:۱۵۳)

ترجمہ: "اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی، سو اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے، اللہ کے راستہ سے۔"

پھر چونکہ ہر شخص میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہ راست باری تعالیٰ سے اس کی مرضیات و نامرضیات کا علم حاصل کر سکے اس لئے باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس صراط مستقیم کی نشاندہی کرانے کے واسطے انسانوں میں ہی سے کچھ نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا جن کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ بشریت سے منسلخ ہو کر ملاء اعلیٰ میں پہنچیں اور اس حالت میں جو علوم ملاء اعلیٰ سے ان پر القاء ہوتے ہیں ان کو عام بندگان خدا تک پہنچادیں، جس سے ان کی دنیوی و آخروی فلاح وابستہ ہے، باری تعالیٰ کی جانب سے اس انتخاب کا نام شریعت کی اصطلاح میں نبوت ہے اور اس منصب کے حاملین کو نبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نبوت ورسالت میں فرق:

ان حضرات میں سے جن کو نئی شریعت یا نئی کتاب ملی ہو ان کو رسول کہا جاتا ہے اور ان کے منصب کو رسالت کہا جاتا ہے، چنانچہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے:

"شریعت میں رسالت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو شریعت دے کر مخلوق کی جانب بھیجے خواہ اس کی تبلیغ کا حکم فرمایا گیا ہو یا نہ فرمایا گیا ہو، اور نبوت کے بھی یہی معنی ہیں، اور کبھی رسالت کے مفہوم میں یہ قید لگائی جاتی ہے کہ رسول کو تبلیغ کا حکم ہوتا ہے یا جبرئیل کا اس پر نزول ہوتا ہے یا نئی کتاب یا نئی شریعت اس کو دی جاتی ہے یا وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کے اتباع کا مامور نہیں ہوتا، خلاصہ یہ کہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ رسول اور نبی مترادف الفاظ ہیں، اور ایک جماعت کی رائے ہے کہ رسول خاص اور نبی عام ہے۔" (کشاف اصطلاحات الفنون ص۸۸۵ ج۱)

آغاز سلسلہ نبوت ورسالت میں حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، انسانوں کو دنیا میں رہنے سہنے اور گرمی، سردی سے بچنے، کھیتی وغیرہ کرنے کے طریقے بھی سکھلایا کرتے تھے نیز جسم میں کوئی بیماری پیدا ہو تو کوئی جڑی بوٹی سے اس کا ازالہ ہوگا، یہ بھی بتایا کرتے تھے، حجۃ الاسلام امام غزالی اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں فرماتے ہیں:

"فلاسفہ نے علم طب اور علم نجوم کو انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں سے چرایا ہے اور دواؤں کے خواص جن کے ادراک سے عقل قاصر ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے صحیفوں اور کتب منزلہ من السماء سے اقتباس کیا ہے۔"

(علم الکلام ص۴۹ از مولانا ادریس کاندھلوی)

عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح:

اس عقیدہ کا حاصل یہ ہے کہ مکلفین (جن و انس) کی رشد و ہدایت کے واسطے باری تعالیٰ نے بعثت انبیاء کا جو سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے شروع فرمایا تھا، اس کو آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل فرمادیا ہے، اب قیامت تک کسی کو یہ منصب دے کر دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت تقریباً ایک سو آیات قرآنیہ اور دو سو سے زائد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور اجماع امت سے ثابت ہے، چوتھے درجہ میں اگرچہ قیاس بھی شرعی حجت ہے، لیکن اس موقع پر اس کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا جاتا کہ قیاس سے عقیدہ کا اثبات نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ قیاس فقہی کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جبکہ اس معاملہ کا حکم قرآن و حدیث میں صراحتاً مذکور نہ ہو اور نہ صحابہ کا اس پر اجماع ہوا ہو۔

بہر حال حالیہ محاضرہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے مثبت تینوں قسم کے دلائل میں سے بعض دلائل پیش

کیے جاتے ہیں اور اس سلسلہ کا آغاز آیات قرآنیہ سے کیا جاتا ہے۔

آیات قرآنیہ سے ختم نبوت کا اثبات:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: "محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول اللہ ہے اللہ کا، اور مہر سب نبیوں پر۔" (شیخ الہندؒ)

یہ آیت کریمہ بطور عبارت النص کے مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے، جس کی تفصیل کے لئے اس کے شان نزول، اور دونوں جملوں کے باہمی ربط وغیرہ کو سمجھنا ضروری ہے۔

شان نزول:

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قبیح رسم یہ جاری تھی کہ متبنیٰ (لے پالک) کو بالکل حقیقی بیٹے کے برابر سمجھتے تھے، اس کو بیٹا کہہ کر پکارتے تھے مرنے کے بعد اس کو وراثت میں شریک کرتے تھے، نسبی بیٹے کی طرح اس کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے متبنیٰ کی بیوی سے نکاح حرام قرار دیتے تھے، اس قبیح رسم کی چند خرابیاں یہ تھیں:

(۱) نسب میں اختلاط، (۲) غیر وارث شرعی کو وارث بنانا، (۳) ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا۔ قرآن کریم نے اس رواج کی اصلاح کے لئے اولاً قولی طریقہ اپنایا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

ترجمہ: "اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔"

(سورۃ الاحزاب:۴، ۵، ترجمہ: شیخ الہندؒ)

اس میں متبنیٰ بنانے کی رسم پر پابندی عائد کردی گئی۔

اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا لے پالک بنا رکھا تھا اور اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح فرمادیا تھا، لیکن جب باہم نباہ نہیں ہوسکا اور آخر کار حضرت زید بن حارثہؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی حضرت زینبؓ سے اپنا نکاح فرمالیا تاکہ عملی طور پر بھی یہ قبیح رسم اور اس کے اثرات مٹ جائیں۔ چنانچہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

ترجمہ: "پھر جب زید تمام کرچکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ نہ رہے مسلمانوں پر گناہ، نکاح کرلینا جوروئیں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کرلیں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم بجالانا۔"

(سورۃ الاحزاب:۳۷، ترجمہ: شیخ الہندؒ)

اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار و مشرکین عرب اور منافقین کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوگئی کہ: "لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کربیٹھے۔"

ان طعنوں اور تشنوں کے جواب میں زیر بحث آیت کریمہ نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، لہٰذا زید بن حارثہ کے بھی باپ نہیں، تو ان کی مطلقہ بیوی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر یہ اعتراض محض حماقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرلیا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

یہاں ایک مشہور شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں چار اولاد نرینہ ہوئی ہے: حضرات قاسمؓ، طیبؓ، طاہر رضی اللہ عنہم، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اور حضرت ابراہیمؓ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے، پھر اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں؟

اس شبہ کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ سب صاحبزادے بزمانہ طفولیت وفات پاگئے تھے۔ ان کے بڑے ہونے کی نوبت نہیں آئی کہ وہ رجل (بالغ مرد) کے مرحلہ میں داخل ہوتے اس لئے: "من ذکرکم" یا "من ابنائکم" یا "من اولادکم" نہیں فرمایا گیا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرزند موجود نہیں تھا۔ حضرات قاسمؓ، طیب و طاہر رضی اللہ عنہم کی وفات ہوچکی تھی اور حضرت ابراہیمؓ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہٰذا اس وقت کے لحاظ سے مطلقاً نفی کرنا بھی صحیح تھا۔

مفردات آیت کریمہ:

اس آیت میں قابل تحقیق مفردات یہ ہیں، لکن رسول النبیین، لام استغراق اور خاتم، رسول و نبی کا شرعی مفہوم آغاز بحث میں آچکا ہے، جس کو جمہور علماء وائمہ نے اختیار فرمایا ہے اس کے مطابق رسول

خاص ہے اور یہ عام ہے۔

لکن کی تحقیق:

لکن استدراک کے لئے موضوع ہے، جس کے مشہور لیکن مرجوح معنی ہیں: "دفع التوھم الناشی من الکلام السابق" یعنی پچھلے کلام سے جو غلط فہمی مخاطب کو ہو سکتی ہے اس کو دور کردینا۔

اور راجح معنی استدراک کے یہ ہیں:

"کہ تم لکن کے بعد کی جانب اس کے ماقبل کے مخالف کوئی حکم منسوب کرو، یہی وجہ ہے کہ (لکن کے استعمال کی) یہ شرط ہے کہ اس کے ماقبل کا کلام مابعد کی نقیض یا ضد ہو۔" (مغنی اللبیب:۲۲۵)

اس شرط کی بنیاد پر علماء بلاغت کے یہاں لکن قصر قلب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے جانبین میں تدافع اور ضدیت ضروری ہے۔ خواہ فی الجملہ ہی ہو، یعنی ایسا تدافع ہونا چاہئے، جو بلحاظ مقام، متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں منعقد ہوتا ہے۔

لام تعریف کی تحقیق:

لام تعریف کا استعمال چار معنی کے لئے ہوا کرتا ہے: (۱) اپنے مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے، (۲) ماہیت کے افراد معہودہ کے لئے، (۳) ماہیت کے فرد غیر معہود کے لئے اور (۴) ماہیت کے تمام افراد کے لئے۔ اول کو لام جنس، دوسرے کو لام عہد خارجی، اور تیسرے کو لام عہد ذہنی اور چوتھے کو لام استغراق کہا جاتا ہے۔

علماء اصول وعربیت نے تصریح فرمائی ہے کہ لام تعریف کا مدلول صریحی استغراق ہے، خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، البتہ اگر کوئی دلیل تخصیص پائی جائے تو پھر عہد خارجی یا عہد ذہنی کے لئے ہوگا۔ رہے جنس و ماہیت کے معنی تو شیخ رضیؒ شارح کافیہ کے فرمانے کے مطابق فی نفسہ اگرچہ اس کا احتمال نکل سکتا ہے لیکن عرف ومحاورات میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا، کیونکہ عرف میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے۔ علامہ ابوالبقاء اپنی کلیات میں فرماتے ہیں

"تمام علماء اصول وعربیت کی رائے ہے کہ لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو خواہ جمع پر استغراق کے معنی دیتا ہے، ہاں کوئی امر معہود ہو تو پھر استغراق کے معنی نہیں ہوں گے۔"

(کلیات ابی البقاء ص:۵۶۳،۵۶۲)

استغراق کی قسمیں:

استغراق جو لام تعریف کا مدلول صریحی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: استغراق حقیقی، جس میں اس کے مدخول کے تمام افراد حقیقتاً مراد ہوں، جیسے عالم الغیب والشہادۃ، اور استغراق عرفی جس میں تمام افراد حقیقتاً مراد نہ ہوں بلکہ عرفاً سمجھے جانے والے افراد مراد ہوں، جیسے جمع الامیر الصاغۃ اس میں صرف اپنے شہر یا اپنی قلمرو کے سنار مراد ہیں، دنیا بھر کے نہیں، استغراق حقیقی لام تعریف کے حقیقی معنی ہیں اور استغراق عرفی مجازی معنی بن سکتے ہوں (حواشی مغنی اللبیب)

لہٰذا معرف باللام میں اگر استغراق حقیقی کے تو معنی مجازی یعنی استغراق عرفی مراد نہیں لیا جائے گا۔

خاتم کی تحقیق:

ختم الشئی کے معنی ہیں کسی چیز کو انجام تک پہنچادیا، لہٰذا خاتم بالکسر کے معنی ہیں: انجام واختتام تک پہنچانے والا، کیونکہ یہ اسم فاعل صیغہ صفت ہے اور خاتم بالفتح کے معنی ہیں، وہ شخص یا چیز جس کے ذریعہ کسی شے کو انجام تک پہنچایا جائے، کیونکہ یہ اسم ہے نہ کہ صفت۔

آیت کریمہ میں خاتِم اور خاتَم کی دونوں قرأتیں متواتر ہیں اور حاصل دونوں قراءتوں کا ایک ہی ہے یعنی آخری نبی، کیونکہ علماء لغت نے تصریح کی ہے کہ جب یہ لفظ کسی قوم کی جانب مضاف ہو تو خواہ فتحہ کے ساتھ ہو یا کسرہ کے ساتھ (جیسے خاتم القوم کی ترکیب) اس وقت اس کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں یعنی: "اس قوم کا آخری فرد"

خاتم بالفتح کے معنی اگرچہ: مہر، انگوٹھی، نگینہ انگوٹھی وغیرہ بھی لغت میں ملتے ہیں، مگر وہ سب فروعی و مجازی معنی ہیں، جن کی طرف رجوع کرنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے خاتم النبیین از حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ و ختم نبوت کامل از حضرت مفتی شفیع صاحبؒ)

آیت خاتم النبیین کے دونوں جملوں میں ربط کی تقریر:

استدراک جو لکن کا موضوع لہ ہے اس کے مشہور اور مرجوح معنی کو سامنے رکھ کر آیت کریمہ کے دونوں جملوں میں ربط بیان کرتے وقت عموماً یہ تقریر کی جاتی ہے کہ: جب پہلے جملہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس سے روحانی ابوت کی نفی کا وہم ہو سکتا تھا۔ اس کو رفع کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ آپ کی روحانی ابوت اعلیٰ درجہ کی ہے اور قیامت تک باقی رہنے والی بھی ہے، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی۔

آیت کریمہ کا مطلب سمجھنے کے لئے یہ تقریر بھی فی نفسہ کافی وافی ہے، لیکن امام العصر حضرت علامہ

انور شاہ کشمیریؒ نے استدراک کے بعد دوسرے راجح معنی کے پیش نظر آیت کریمہ کے دونوں جملوں میں ربط کی جو تقریر فرمائی ہے وہ مذکورہ تقریر سے ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں لٰکن کے استعمال کی شرط یعنی تدافع بین الجانبین کا لحاظ کر کے کلام فرمایا گیا ہے، اس لئے کہ آیت کریمہ پر نظر ڈالنے کے فوراً بعد یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ ابوت اور خاتمیت میں آخر کونسی ضدیت اور تدافع ہے جس کے اظہار کے لئے کلمہ لٰکن استعمال فرمایا گیا ہے، اور مخاطبین کی وہ کونسی غلط فہمی تھی جس کی اصلاح کے لئے بطور قصر قلب ابوت کی نفی فرما کر لٰکن کے بعد خاتمیت کا اثبات فرمایا گیا ہے؟ ان سوالات کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے یوں حل فرمایا ہے:

"جاننا چاہئے کہ سلسلۂ ابوت اور نبوت بلافصل کے جاری کرنے میں کوئی عقلی و شرعی تلازم نہیں لیکن مشیت ازلیہ نے نبوت اولاً نوح علیہ السلام کی اولاد میں رکھی اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اور انہوں نے دعا بھی فرمائی تھی:

"ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" (البقرۃ:۱۲۹)

ترجمہ: "اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں کا۔" (شیخ الہندؒ)

اس سنت الہیہ کے پیش نظر خیال ہوسکتا تھا کہ اب یہ سلسلہ نبوت شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں جاری کیا جائے گا، اس وہم کو رفع کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ ابوت جاری نہیں ہوگا، بلکہ خود آپ کی نبوت کا سلسلہ ہی تا قیامت قائم و دائم رہے گا اور آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہوگی اور ایسی ابوت جو کسی سلسلہ کے اجراء کو متضمن ہوتی ہے وہ یہاں اگر موجود ہوتی تو اجرائے سلسلہ نبوت کے مناسب ہوتی، یہاں موجود نہیں ہے، بلکہ اس کے بجائے ختم نبوت ہے، بس یہ ہے کلام کی وجہ ربط جو لٰکن میں شرط قرار دی گئی ہے۔" (خاتم النبیین فارسی و اردو ص:۳۱)

جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک طرف تو مخاطبین متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کا درجہ دینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہؓ کا نسبی باپ مانتے تھے ادھر وہ دیکھ رہے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا ہے، اس کے پیش نظر ان کو خیال ہوسکتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں بھی نبوت جاری رہے گی۔ باری تعالیٰ نے ان کے خیالات کی اصلاح کے لئے بطور قصر قلب یوں فرمایا کہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کسی بالغ مرد کے باپ ہی نہیں جس سے آپ کی اولاد میں سلسلۂ نبوت جاری ہونے کا احتمال ہو، بلکہ آپ تو پوری امت کے روحانی باپ (رسول) ہیں اور ابوت روحانیہ آپ کے اوپر ختم ہے۔ اب قیامت تک کوئی اور روحانی باپ آنے والا نہیں ہے۔

تو مخاطبین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت نسبیہ مستلزم توریث نبوت (سنۃ الہیہ) کا خیال کر سکتے تھے، لہٰذا باری تعالیٰ نے اس خیال کو رد فرما کر آپ کے لئے ابوت روحانیہ (رسالت) الی یوم القیامہ کا اثبات فرمادیا جیسے مازید الا قائم اس مخاطب سے کہا جاتا ہے جو زید کے قعود یا اضطجاع کا خیال رکھتا ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ دونوں امور میں ضدیت اور تدافع ہے کیونکہ ایسی ابوت نسبیہ جس سے قیامت تک نبوت جاری ہونے کا احتمال ہو اور ابوت روحانیہ جو قیامت تک باقی رہنے والی ہو یہ دونوں وصف ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، اس طرح استدراک کے راجح معنی کے اعتبار سے لٰکن کے استعمال کی شرط متحقق ہوگئی، اس کے برخلاف اگر قادیانیوں کے مطابق ختم نبوت کے مفہوم سے اجرائے نبوت کا مضمون نکالا جائے تو لٰکن کے ماقبل و مابعد میں تدافع نہیں رہے گا، کیونکہ ابوت نسبیہ سے بھی نبوت کے جاری کا مضمون نکلتا ہے، جیسا کہ اوپر معلوم ہوچکا، ایسی صورت میں ابوت کی نفی کر کے ختم نبوت کا اثبات صحیح نہیں رہے گا۔

خلاصہ تفسیر

آیت خاتم النبیین:

بہرحال آیت کریمہ کے مفردات کی مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں اس کی تفسیر یہ ہوگی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، جب کہ نکاح کی حلت و حرمت کا تعلق جسمانی ابوت ہی سے ہوتا ہے، البتہ آپ تمام عالم کے روحانی باپ ہیں اور روحانی ابوت پر عظمت و شفقت کے احکام مرتب ہوتے ہیں، نہ کہ نکاح کی حلت و حرمت کے۔

اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح آپ کو کسی بالغ مرد کا باپ بھی نہیں بنایا گیا جس سے یہ شبہ ہوتا کہ آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری ہوگا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اجراء کے لئے نہیں بلکہ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کے لئے ہیں، اب قیامت تک نہ کسی قسم کا کوئی رسول آئے گا اور نہ نبی۔

○

مولانا محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح المقیت جل جلالہ

انسانی جسم کو رزق حلال کے ذریعے بہتر سے بہتر قوت وتوانائی فراہم کرنے کی انسانی کوششیں اپنی جگہ پر قابل صد ستائش سہی! لیکن انسان کی روحانی ترقی کے اسباب کو فراموش کرنا۔ انسانی معاشرے میں امن وسکون اور آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے روگردانی کا باعث ہوگا۔ جہاں ہم ترویج اسلام نفاذ اسلام کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق ہر طرح کی قوت وتوانائی کے حصول کے لئے ایٹمی توانائی اور زمین کے سینے کو چیر کر خزینوں اور دفینوں سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں کر رہے ہیں وہاں ہمیں انسان کی اندرونی دنیا کو آباد و شاد کرنے کے لئے بھی طاقت وقوت اور توانائی کے ان ہی اسباب کو بروئے کار لانا چاہیے جن کو اپنا کر رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعینؒ تبع تابعینؒ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے کرہ ارض کے اکثر حصوں پر پرچم اسلام بلند کر دیا تھا۔

خالق کائنات نے کائنات کو مختلف انواع واقسام کے حیوانات' جمادات اور نباتات سے مزین فرمایا ان کو عطائے قوت وتوانائی میں ان کی فطری ضروریات اور ان کی طبعی ساخت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی نشوونما' نمو اور بالیدگی اور ان کی طاقت' تقویت اور بقا کا بہترین انتظام فرمایا۔

انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ جہاں المقیت جل جلالہ نے انسانی جسم کی نمو اور بالیدگی کا بہترین انتظام فرمایا ہے۔ وہاں روح کی غذا قوت وتوانائی بہم پہنچانے کا بھی بہترین انتظام فرمایا ہے۔ انسانی جسم کو توانائی بہم پہنچانے کے لئے اناج' غلے' پھل' میوہ جات اور انواع واقسام کی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں تو روح کے لئے اپنے کلام مجید کی تلاوت' سماعت' علم وعمل کو قوت وتوانائی کا ذریعہ قرار دیا ہے اور ذکر اللہ کو طمانیت قلب وروح قرار دے کر روح کی بالیدگی کو جلا بخشی ہے۔

"ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین"

(الذاریات ۵۷)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تو خود ہی روزی پہنچانے والا قوت والا اور مضبوط ہے۔"

"وكان اللہ علیٰ کل شیء مقیتا"

(النساء ۸۵)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر طاقت رکھنے والا ہے۔"

معلوم ہوا ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا اور تمام مخلوقات کو روزی بہم پہنچانے والا وہی المقیت جل جلالہ ہی ہے جو ایسا رحیم وکریم رب ہے جس کا رزق کی فراہمی میں کافر ومومن' فاسق وفاجر اور زاہد ومتقی کا امتیاز نہیں ہے۔ ہر جاندار کے رزق کا ذمہ اسی نے محض اپنے فضل واحسان سے لے رکھا ہے۔ خالق کائنات نے جانداروں تک قوت وتوانائی بہم پہنچانے میں ان کی طبعی ساخت اور جبلی خصوصیات کو مدنظر رکھا ہے۔ بری' بحری اور دیگر مخلوقات کو قوت وتوانائی فراہم کرنے کے لئے ایک سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔

بارش کو قوت حیات قرار دیتے ہیں' سورۃ الزخرف ۴۳ میں خود المقیت جل جلالہ نے فرمایا کہ

ترجمہ "جس اللہ نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا۔ اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو جلا اٹھایا' اسی طرح تم بھی برآمد کئے جاؤ گے۔"

ندی نالوں دریاؤں اور سمندروں کی سطح آب سے آفتاب کی تمازت سے آبی بخارات کا اٹھنا' ہوا کے دوش پر سوار ہو کر بادلوں کی شکل اختیار کرنا' بحکم خدا متوازن قطرات بارش کی شکل میں رحمت خداوندی کا برسنا اور پھر زمین کے خزانوں کا اگلنا۔ ایک بیج سے کونپل' کونپل سے پودا' پودا سے پھول اور پھل اور یہ سب کا سب المقیت جل جلالہ کے فراہمی قوت حیات ہی کے حسن کی مثالیں ہی تو ہیں بے شک اللہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔

سورۃ انبیاء (۳۰) میں فرمایا۔

ترجمہ: "کیا وہ لوگ جنہوں نے (نبی کی بات ماننے سے) انکار کر دیا ہے۔ غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور پانی کے ذریعے ہر زندہ چیز پیدا کی کیا وہ (ہماری اس خلاقی کو) نہیں مانتے۔"

"ہم نے تمام چیزوں کو پانی ہی سے پیدا کیا۔" معلوم ہوا قوت حیات پانی ہی سے ملتی ہے اور پانی ہی سے توانائی حاصل ہوتی ہے۔ آیت مبارکہ "حیفا" نہیں کہتی بلکہ (وحعلنا) "قوت دی" کہتی ہے۔

المقیت جل جلالہ نے قوت وتوانائی کی فراہمی کے عجیب وغریب انتظام فرمائے ہیں جو جاندار جہاں جس فطری ماحول میں ہے المقیت جل جلالہ نے فراہمی رزق اور قوت وتوانائی کے اسباب بھی ویسے ہی پیدا فرمادیئے ہیں۔ مچھلی کو اپنے فطری ماحول پانی میں رزق مہیا کرنے کے اسباب پیدا فرمادیئے ہیں۔ ایک زیر زمین رہنے والے کیڑے کو مٹی کی تہوں میں رزق مہیا کیا اور پہاڑ کی چوٹی میں برف کی سل کے اندر موجود کیڑے کو بھی وہیں رزق فراہم کرتا ہے۔ قوت وتوانائی کی فراہمی کا ذمہ المقیت جل جلالہ نے لے رکھا ہے۔

ایک شاہین شکار زندہ کی لذت کے حصول کے لئے فضا میں محو پرواز رہتا ہے۔ ہرن کا ایک ننھا منا نومولود بچہ اپنی پیدائش سے تھوڑے وقفے کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں اپنی مادر مہرباں کے تھنوں سے دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔

ایک چڑیا اپنے نومولود ننھے منے بچے کو ایک انتہائی نرم ونازک نباتاتی کیڑے کو اپنی چونچ میں اٹھا کر لاتی ہے اور اپنے گھونسلے میں موجود حصول خوراک کے لئے منتظر بچے کو کھلا دیتی ہے۔

ایک پودا جسے سائنس کی زبان میں پچر پلانٹ کہا جاتا ہے گوشت خور پودا ہے جانداروں کو کھا کر زندہ رہتا ہے۔ اس کا پتا صراحی نما ہوتا ہے جس کے اوپر ڈھکنا سا بنا ہوتا ہے پتے کا منہ اس وقت تک کھلا رہتا ہے جب تک کوئی چیونٹی یا کیڑا اس کے منہ تک نہ آ جائے۔ جیسے ہی کوئی کیڑا یا چیونٹی اس کے منہ پر آتی ہے لعاب سے پھسل کر صراحی نما پتے کے اندر چلی جاتی ہے اور فوری طور پر ڈھکنا بند ہو جاتا ہے اور کیڑا یا چیونٹی غذائی مرکبات میں تبدیل ہو کر پچر پلانٹ (صراحی نما پودے) کا جزو بدن بن کر قوت وتوانائی پہنچاتی ہے۔

چیونٹی کسان کے کھیت اور کھلیان سے گندم کے دانوں سے اپنے بلوں کو مختصر عرصہ میں بھر کر سال بھر کی خوراک کا ذخیرہ کر لیتی ہے جسے سارا سال استعمال کر کے قوت وتوانائی حاصل کرتی اور زندگی کو برقرار رکھتی ہے۔ المقیت جل جلالہ نے ان جانداروں کو حصول قوت وتوانائی کی کیسی کیسی من موہنی جبلی خصوصیات سے نواز رکھا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم O

انسان چونکہ اشرف المخلوقات اور خالق فطرت کی احسن تقویم کا مصداق ہے۔ اس لئے دیگر حیوانات کی طرح اسے آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے۔ خالق فطرت نے جن امور پر انسانی زندگی موقوف ہے ان کی ہدایت ورہنمائی بھی بذریعہ آسمانی ہدایت عطا فرمائی ہے۔ اپنے برگزیدہ پیغمبران حق انبیاء ورسل علیہم السلام کے ذریعے انسانوں کو مادہ اور معدہ پرستی سے منع فرمایا اور انسانی حیات اور تعمیر اور ترقی کے لئے دین فطرت دین اسلام نے حدود وقیود۔ کمیت وکیفیت اور حلال وحرام کی تمیز بتائی ہے۔

حیات مستعار کو برقرار رکھنے کے لئے قوت وتوانائی کے حصول کے لئے رزق حلال کے جائز طریقوں سے منع نہیں فرمایا بلکہ دیگر حیوانات رزق حرام اور مردار کھانے والے جانوروں کی طرح حلال وحرام اور جائز وناجائز کو ملحوظ رکھے بغیر حد اعتدال سے تجاوز کرنے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

اگر کوئی شخص انتہائی مشقت سے کمائی ہوئی رقم یا زر مبادلہ سے اشیائے خوردونوش حاصل کرتا ہے تو رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ میں اس کی تحسین فرمائی گئی ہے لیکن اگر کوئی ناجائز ذرائع سے مثلاً چوری ڈاکہ دھوکہ فراڈ رشوت منشیات فروشی یا جوابازی سٹہ بازی وغیرہ جیسے ناجائز ذرائع سے رزق حاصل کرتا ہے تو اس کے لئے یہ حرام ہے اور اس سے اعمال واخلاق رذیلہ ہی صادر ہوں گے اس کے اعتقادات نماز روزہ حج زکوۃ اور دیگر عبادات پر برا اثر پڑے گا اور اس کی جملہ عبادات اللہ رب العزت کے ہاں ناقابل قبول ہوں گی۔

اگر کوئی انسان حرام رزق خود کھاتا ہے اپنے بیوی بچوں کو کھلاتا ہے۔ قوت وتوانائی کے حصول یا زندگی کے برقرار رکھنے کے لئے جزو بدن بننے والے خون سے اعضاء وجوارح پر برے اثرات مرتب ہوں گے اور حرام خون سے نشوونما پانے والے بچے میں اخلاق رذیلہ ہی پیدا ہوں گے۔ دنیا میں تمام بگاڑ کا سبب حصول رزق میں حلال وحرام کے امتیاز نہ رکھنے کو قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کمیونزم سوشلزم اور دیگر مذاہب میں حلال وحرام کی بے اعتدالیوں کے سبب اخلاقی دیوالیہ پن واقع ہوا ہے۔

شرع متین نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے تو ان کے حرام کئے جانے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً نجاست ایذا رسانی درندگی اور مردار کھانے کی وجہ سے جو جانوروں میں گندی اور قبیح عادات واطوار پیدا ہوتے ہیں تو انہیں انسان کے لئے کھانا حرام قرار دے دیا گیا ہے تاکہ انسانی اخلاق حسنہ متاثر نہ ہوں۔

قوت وتوانائی کے حصول کے لئے رزق حرام کی دو بڑی اقسام ہیں۔

(۱) حرام لذاتہ (۲) حرام لغیرہ

ہرن حلال ہے لیکن اگر کوئی ''محکمہ تحفظ جنگلی حیوانات'' کا افسر اسے پکڑ کر یا پکڑوا کر کھا لے تو یہ

اس کے لئے حرام ہوگا۔ ہرن حلال تو ہے لیکن افسر کے کھانے کا ذریعہ حرام اور قومی آمدنی میں اضافہ کے نقصان کا باعث ہوئا۔ اسی طرح اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو غیر اللہ کے نام ذبح کر کے کھانا بھی حرام کے زمرے میں آتا ہے۔

ایک تانگہ بان کی دس سال کی دن رات کی مشقت سے کمائی ہوئی رقم کو ایک ڈاکو سرِراہ لوٹ کر فرار ہوجائے اور اس سے تجارت کر کے اپنے بیوی بچوں کو کھلائے تو پیدا ہونے والے بچے بھی وقت کے ہلاکو اور چنگیز ہی پیدا ہوں گے یا ایک مزدور سے مہینہ بھر کی انتہائی محنت اور مشقت کی کمائی کو ایک قادیانی پل کے ایک طرف کھڑے ہو کر اسلحہ کے زور پر چھین لے اور سبزیاں اور پھل اور گوشت اور اشیائے خوردنوش خرید کر بیوی بچوں کو کھلائے تو اولاد بھی مرزا غلام احمد قادیانی جیسی ہی پیدا ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ رزق حرام کی نحوست سے محفوظ فرمائے)

قوت و توانائی کے حصول اور حیات مستعار کو دارین کی فوز و فلاح سے ہمکنار کرنے کے لئے القیت جل جلالہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کا استعمال ضروری ہے۔

قرون اولیٰ کے عظیم انسانوں کے وجود باجود انسانیت کے لئے اس لئے نفع رساں اور مشعل راہ بنے کہ ان کے جسم و جان کی رزق حلال پر نمو بالیدگی اور نشوونما ہوئی۔ رزق حلال کھانے والوں کی اولاد میں ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ وقت اور امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ، امام محمدؒ، سعید ابن المسیبؒ، عبداللہ ابن مبارکؒ، سعدی و غزالیؒ، شیخ احمد سرہندیؒ، علامہ اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ و خواجہ محمد عثمانؒ، حاجی محمد سراج الدینؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی ''الف'' سے لے کر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ''ی'' تک اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم جیسے عظیم بزرگان دین نے جنم لیا اور لاکھوں، کروڑوں بھولے بھٹکے انسانوں کو صراط مستقیم دکھایا۔

انسانی جسم کو رزق حلال کے ذریعے بہتر سے بہتر قوت و توانائی فراہم کرنے کی انسانی کوششیں اپنی جگہ پر قابل صد ستائش سہی! لیکن انسان کی روحانی ترقی کے اسباب کو فراموش کرنا۔ انسانی معاشرے میں امن و سکون اور آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے روگردانی کا باعث ہوگا۔ جہاں ہم ترویج اسلام، نفاذ اسلام کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق ہر طرح کی قوت و توانائی کے حصول کے لئے ایٹمی توانائی اور زمین کے سینے کو چیر کر خزینوں اور دفینوں سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں کر رہے ہیں وہاں ہمیں انسان کی اندرونی دنیا کو آباد و شاد کرنے کے لئے بھی طاقت و قوت اور توانائی کے ان ہی اسباب کو بروئے کار لانا چاہیے جن کو اپنا کر رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے کرۂ ارض کے اکثر حصوں پر پرچم اسلام بلند کردیا تھا۔ بظاہر وہ انسان نہتے، کمزور اور بے سروسامان تھے لیکن ان کی اندر کی دنیا آباد تھی، قوی تھی، ایمان ویقین مستحکم غیر متزلزل تھا اس لئے دارین کی فوز و فلاح نے ان کے قدم چومے۔

آیئے! اللہ خالق و مالک، رحمٰن و رحیم اور القیت جل جلالہ کی بارگاہ عالی میں انتہائی خشوع وخضوع سے دست دعا دراز کریں۔ یا رب الرحیم! ہمارے ایمان و یقین کو ہمارے تمام اعضاء و قویٰ کو قوی تر بنادے۔ اے القیت جل جلالہ ہم ''خود پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجائیں اور پورے کرۂ ارض پر نفاذ اسلام کی قوت، طاقت بہ رحمت دے دے۔ (آمین ثم آمین)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جس نے اپنی زبان سے اصلاح کی۔'' (جوامع الکلم)

اپنے عزم جواں سے کی اصلاح
حسن لفظ و بیاں سے کی اصلاح
اس پر اللہ رحم فرمائے
جس نے اپنی زباں سے کی اصلاح

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کا کچھ حصہ دے کر ہی سہی۔'' (متفق علیہ، عدی بن حاتم)

ہے تقاضہ شعور کا لوگو
حکم یہ ہے حضورؐ کا لوگو
خود کو محفوظ آگ سے رکھو
دے کے حصہ کھجور کا لوگو

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور رات گزاری اور اس کا پڑوسی بھوکا رہا۔'' (متفق علیہ)

وہ مجھ پہ ایمان نہ لایا
ڈٹ کر جس نے کھانا کھایا
سو کر جس نے رات گزاری
بھوکا رہا جس کا ہمسایا

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا: ''اے علیؓ! پرائی عورت پر دوبارہ نظر نہ ڈالو پہلی تو معاف ہے دوسری نظر ڈالنا تمہارے لئے جائز نہیں۔'' (ابوداؤد)

تحریر: ام مدیحہ

والدین کی غفلت اولاد کے اخلاق و کردار کا دیوالیہ!!

والدین کی غفلت اولاد کے اخلاق و کردار کے دیوالہ پن کا باعث ہوتا ہے۔

موجودہ معاشرے میں جہاں تک مجھے تجربہ ہوا ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ عورت کو شمع محفل بنانے والے بھی والدین ہی ہیں' کیونکہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کو اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ وہ اپنے عورت پن ہی کو بھول بیٹھی ہیں اور اپنے والدین کے دوش بدوش شمع محفل بنی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ چند روز ہوئے میں اپنی ایک سہیلی کے ہاں گئی جو ایک گرلز اسکول میں ٹیچر ہے وہ مجھے گھر پہ نہ مل سکی' پوچھنے پہ معلوم ہوا کہ وہ ایک جگہ ٹیوشن پڑھانے کے لئے گئی ہوئی ہے' تھوڑی دیر تک آجائے گی۔ میں وہاں بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی انتظار کرتے کرتے جب میں مایوس ہوکر واپس گھر لوٹنے لگی تو راستے میں اس سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے پوچھا:

آپ تو گھر جلدی آجاتی ہیں' آج اتنی دیر کہاں رہیں؟

اس نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا:

بہن کیا بتاؤں ایک شاگردہ کو پڑھانے گئی تھی' وہاں اس کے انتظار میں دیر ہوگئی' میں نے دیر سے آنے پر شاگردہ کی سرزنش کی' وہ بڑی بے باکی سے کہنے لگی:

مس! میرے اسکول میں ڈرامہ تھا' مجھے پارٹ ادا کرتے ہوئے دیر ہوگئی۔

میں نے کہا جوان لڑکیوں کو اسٹیج کی زینت بنا زیب نہیں دیتا۔ اس کے لئے گھر کی چاردیواری ہی افضل ہوتی ہے۔

کہنے لگی مس! کیا بتاؤں میرے ڈیڈی بڑے ناراض ہوتے ہیں' کہتے ہیں تم ڈرامے میں ضرور حصہ لیا کرو۔

شاگردہ کے یہ الفاظ سن کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی اور میں دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ اگر اس کے والد کے یہ نظریات ہیں تو میں اسے منع کرنے والی کون ہوتی ہوں؟

دیکھئے معاشرہ کتنا بگڑ چکا ہے' اگر والدین کے یہ خیالات ہوں تو پھر بیٹی کیسے شمع محفل نہ بنے؟ حال ہی میں مجھے پڑوس میں رہائش پذیر ایک صاحب نے بتایا کہ انہیں ایک زنانہ کالج کی سالانہ تقریب میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا' وہ کہنے لگی:

جب میں کالج پہنچی تو یقین کیجئے' میں بالکل یہ امتیاز نہ کرسکی کہ میں ایک تعلیمی و تربیتی ادارے میں ہوں یا شادی ہال میں؟

طالبات زرق برق لباس میں ملبوس تھیں اور ان کے میک اپ کا یہ عالم تھا کہ شادی شدہ اور غیر شادہ شدہ میں کوئی فرق کرنا مشکل تھا۔ طالبات کے والدین اور عزیز و اقارب بھی بیٹھے تھے ہال کچھا کھچ بھرا ہوا تھا' پاؤں دھرنے کی جگہ نہ تھی' خدا خدا کرکے ایک کونے میں جگہ ملی تو سکھ کا سانس لیا۔ میرے پاس ہی بائیں طرف میاں بیوی اپنی کسی بچی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے اسے ایک مہینہ تک رقص و سرود کی مشق کروائی تھی اور اب وہ اس بات کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے تھے کہ کب وہ اسٹیج پر آئے اور اپنے رقص کا مظاہرہ کرے۔ باپ کہہ رہا تھا کہ اگر بچی نے اچھا رقص پیش کیا تو میں اسے منہ مانگا انعام دوں گا۔

اتنے میں تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز ہوا' بعد ازیں طالبات نے تقاریر کیں' آخر میں ایک ڈرامہ شروع ہوا جو جو پارٹ اس ڈرامے میں طالبات نے ادا کئے' ان کو بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آخری پارٹ میں وہ بچی جس نے تنگ چوڑی دار پاجامہ اور تنگ قمیض پہنے ہوئی تھی' گھونگھروں کی جھنکار سے اسٹیج پر آئی' اس کے جسم کا ایک ایک حصہ نمایاں نظر آ رہا تھا' ستم بالائے ستم یہ کہ ماں باپ تالیاں بجا بجا کر بچی کو داد دے رہے تھے۔ وہ صاحب یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد کہنے لگی:

میں نے تو اب صدق دل سے توبہ کی ہے کہ آئندہ کسی ایسی تقریب میں نہ جاؤں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو ایسی مقتل گاہوں میں جھونکوں گی۔

میری بھی تمام قارئین و قارئات سے التجا ہے کہ وہ اس کا اہتمام کریں۔ باقی مذکورہ واقعہ میں جن والدین کا تذکرہ آیا ہے' میری ان سے اتنی سی گزارش ہے کہ اپنی آنکھوں سے جہالت کی پٹی اتاریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ عورت کا اصل مقام کیا ہے؟ مگر اس کی غفلت نے اسے کہاں پہنچا دیا ہے؟

حج کیوں؟

طبیعت کی تسکین اور محبت کے اظہار کیلئے حج کی ادائیگی سے بہتر نمونہ پیش ہی نہیں کیا جاسکتا' گھر کے آرام و راحت' ملازمت' کاروبار' زراعت اور تمام مصروفیات کو ترک کر کے سعادت مند' عاشقانِ الٰہی ایک ہی جیسے لباس میں ملبوس ہر رکن کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہوئے سعادت دارین کو سمیٹتے ہیں' جذبہ محبت کے اظہار کیلئے مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت سے بہرہ مند ہونا دارین کی سعادتوں کو سمیٹنے کے مترادف ہے۔ اللہ رب العزت سب کو اس سعادت عظمٰی سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔ (مدیر)

اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قوتیں پیدا فرمائی ہیں: ایک عقل' دوسری طبیعت۔

عقل کے ذریعہ انسان اپنے محبوب حقیقی کو پہچانتا ہے۔ اس کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے' اور طبیعت کے ذریعہ سے محبوب حقیقی کے ساتھ محبت کے جذبات نمایاں ہوتے ہیں۔ جب یہ دو قوتیں اور طاقتیں صحیح رخ پر کام کریں گی تو ایک انسان کی زندگی متوازن بن سکے گی۔ اگر صرف عقل پر بھروسہ کیا جائے تو یہ بھی گمراہی کا ذریعہ بسا اوقات بن سکتا ہے' اور اگر صرف طبیعت سے کام لیا جائے تو یہ جذب تو ہو سکتا ہے لیکن معتدل و متوازن زندگی والا انسان اس سے نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے عقل و طبیعت دونوں کو زیر کرنے کے لئے مختلف عبادات مقرر فرمائی ہیں۔ نماز' روزہ' زکوٰۃ' یہ عقل کو مغلوب کرنے کے لئے ہیں۔ ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ میرا کوئی خالق و مالک ہے۔ جس نے میرے لئے ہر قسم کی نعمتیں پیدا کیں' ان نعمتوں کا شمار ہی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے وہ نماز کے ذریعہ اپنے رب کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے اور اس کے سامنے عجز و انکساری کے اظہار کے لئے زمین پر نماز میں اپنی پیشانی رگڑتا ہے گویا نماز ایسی عبادت ہے جو عقل کے عین مطابق ہے اور عقل کو مغلوب کرنے کے لئے یہ بہترین راستہ بتلاتی ہے' اسی طرح مال اللہ کی نعمت ہے' ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ خدا کی دی ہوئی اس نعمت کو خدا کی مرضی کے مطابق صرف کرنا چاہئے۔ اس لئے وہ اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

پھر انسان خواہشات سے مرکب ہے اور اگر وہ خواہشات سے مغلوب ہو جائے تو دنیا بھر کی برائیاں اس میں سما سکتی ہیں۔ اس لئے روزہ کا حکم دیا گیا' تاکہ شہوات و خواہشات مغلوب ہو جائیں۔ الغرض یہ سب عبادات عقل کو مغلوب کرنے کے لئے ہیں اور انسانی سمجھ میں آنے والی بات ہے' لیکن حج ایسی عبادت ہے جس کا ہر جزو عقل کے خلاف ہے' لیکن طبیعت کی تسکین اور محبت کے اظہار کے لئے اس سے بہتر نمونہ پیش ہی نہیں کیا جاسکتا۔

سوچئے! ایک شخص اپنے ملک میں اپنے گھر' خاندان میں اطمینان کی زندگی بسر کر رہا ہے لیکن "فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم" کے مطابق اس کا دل اللہ کے گھر کے طواف کے لئے تڑپ رہا ہے۔ آج کل کے اس مہنگائی کے دور میں اتنی کثیر رقم خرچ کرنے کے لئے وہ تیار ہو رہا ہے گھر کے آرام و راحت کو خیرباد کہتا ہے ملازمت' کاروبار' زراعت اور سب مصروفیات ترک کرنے کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے یہ اسی طبعی محبت کا نتیجہ ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "والذین امنوا اشد حبا للہ" حج میں مؤمن کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے حدیث میں حج کو جہاد فرمایا گیا ہے حج کے افعال ابتداء سے لے کر انتہا تک عقل کے خلاف ہیں۔ یہ احرام کا لباس' بیت اللہ کا طواف' حجر اسود کو بوسہ' صفا و مروہ کی سعی میلین' اخضرین میں دوڑ لگانا' مقررہ وقت پر منیٰ' عرفات' مزدلفہ ان سب احکام کو اگر عقل کے پیمانہ سے ناپیں گے تو سراسر خلاف عقل نظر آئیں گے انسان اپنے گھر اپنے ملک میں قیمتی لباس پہنتا ہے' کوشش ہوتی ہے کہ استری شدہ کپڑے پہنے' کریز بھی نہ ٹوٹے' لیکن حج کے آغاز سے ہی یہ سب فیشن ختم ہو جاتے ہیں' اپنے ہاں قدم تیز اٹھاتے ہوئے بھی غیر سنجیدگی محسوس ہوتی ہے' مگر رمل اور میلین اخضرین سے گزرتے ہوئے ہمارا وقار اور سنجیدگی ختم ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں نماز جو سب سے اہم عبادت ہے' حج کے موقع پر اس میں بھی خاص حکمت کی بنا پر تبدیلی کر کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو عرفہ کے دن ایک وقت میں ادا کرنے کا حکم ہے پھر اس جذبۂ محبت کے اظہار کے لئے مدینہ منورہ میں بھی حاضری ہوتی ہے اور اس جذبہ کا اظہار ہوتا ہے' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔"

☆☆☆..............☆☆☆

حضوری روزِ عید بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: ریاض حسین چوہدری

''مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں واقع ایک ہوٹل میں' میں نے غسل کیا' نئے کپڑے زیب تن کئے' میری ہمشیرہ نے مجھے خوشبوؤں میں بسا دیا اس لئے کہ اس کا بھائی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ سا شاعر' اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ حاضری دینے جا رہا تھا۔ تمناؤں' آرزوؤں اور خواہشوں کا ایک لشکر اس کے ہمراہ تھا۔ آنسوؤں' ہچکیوں اور سسکیوں کا سیل بے پناہ اس کے ساتھ روانہ ہو رہا تھا۔ میرا چھوٹا بھائی اظہر مجھے اشتیاق سے دیکھ رہا تھا' آخر اس سے نہ رہا گیا اور کہنے لگا' بھائی جان میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں تو آپ پر کیا گزرتی ہے؟ یہ سن کر میں کانپ اٹھا' اب میں اسے کیا بتاتا کہ ایک مجرم اپنے آقا ﷺ کی عدالت میں حاضر ہو رہا ہے۔ رسوائیوں اور ندامتوں کے سوا اس کے دامن میں کچھ بھی نہیں' کیا تم میری رسوائیوں کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو؟ نہیں' اظہر نہیں اور اقبالؒ کی یہ رباعی میرے ہونٹوں پر مچلنے لگی۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ ﷺ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اے میرے پروردگار! تو غنی ہے اور میں ایک فقیر بے نوا' حشر کے روز میرے عذر کو پذیرائی بخش کر میری خطاؤں سے درگزر کرنا' اگر میرا حساب لینا ناگزیر ہو جائے تو مجھے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رسوا نہ کرنا' میں حضور ﷺ کی مشفق نگاہوں کی تاب نہ لا سکوں گا۔ میں نے جلدی سے اظہر اور زاہد غنی (اپنے بہنوئی) سے ہاتھ ملایا اور تیز تیز قدموں سے سیڑھیوں کے ذریعہ نیچے اترنے لگا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ہر موئے بدن پکار اٹھا۔ ہوٹل اور مسجد نبوی ﷺ کا درمیانی فاصلہ چند قدموں پر محیط تھا لیکن مجھے یوں لگا جیسے یہ فاصلہ صدیوں پر پھیل گیا ہو۔ مجھے یوں لگا جیسے میں صدیوں سے اس سفر پر رواں ہوں' راستے گزر رہے ہیں لیکن منزل قریب نہیں آ رہی۔

۱۸ جون ۱۹۸۵ء' ان گنت تمناؤں' آرزوؤں' حسرتوں اور خواہشوں کی خلعت فاخرہ میں لپٹا ہوا ایک روشن اور منور دن' کلیوں کی نرماہٹ کا تابندہ احساس لئے ہوئے ایک جھلملاتا ہوا دن' میری حیات مستعار کے ناقابل فراموش اور یادگار لمحات کا حامل دن' بیان سے قاصر قلبی کیفیات میں ڈوبا ہوا ایک شگفتہ اور گداز دن' ایک عجیب سا کیف' ایک عجیب سا سرور اور ایک عجیب سا نشہ رگ و پے میں سرایت کر رہا تھا' حد نظر تک پھیلا ہوا ایک دلنواز اور دل آویز منظر جس پر نئے دن کا مسکراتا ہوا سورج اپنی روپہلی کرنیں بکھیر رہا تھا' میرے سامنے تھا۔ یہ دلنواز اور دل آویز منظر مجھے میرے ہونے کا احساس دلا رہا تھا اور میری کائنات شعور کو لمس سے اثبات سے ہمکنار کر رہا تھا۔ چاروں طرف انوار سرمدی کی بارش ہو رہی تھی عمرہ کی ادائیگی اور حرم کی سرزمین پر سجدہ بندگی ادا کرنے کے بعد میں مدینۃ النبی (ﷺ) کی خاک شفا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت حاصل کر رہا تھا' ایک دیوانہ اپنے سرہانے غلامی کی زنجیر رکھ کر سونے والا دیوانہ' اپنی آنکھوں میں حیرتوں کے سمندر چھپائے' ہونٹوں پر درود و سلام کے گجرے سجائے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلائے دیوانہ وار شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معطر معتبر اور مقدس گلیوں میں آگے بڑھ رہا تھا' احساس ندامت قدم قدم پر دامن گیر تھا' ماتھے پر عرق انفعال کے چمکتے ہوئے قطرے خطاؤں اور گناہوں کی ایک طویل داستان بیان کر رہے تھے' یہ روز روزِ عید تھا۔ پلکوں پر اشکوں کا میلہ سا لگا ہوا تھا' پس مژگاں رتجگے کا سا سماں تھا۔ یہ عید میرے لئے اربوں' کروڑوں عیدوں سے بڑھ کر ایک ایسی عید تھی جس کے دامن میں روز اول سے میرے سلگتے ہوئے آنسو جذب ہو رہے تھے اور میں نے وادیٔ خیال میں پیدا ہونے والی جلال و جمال کی تمام تر رعنائیاں' جس عید کے انتظار میں پلکوں کی دہلیز پر نثار کر دی تھیں' آنکھوں نے پلکوں پر آنسوؤں کی کناری سی لگا دی تھی' حریم دیدہ و دل میں چراغاں ہو رہا تھا۔ سارا منظر اپنی دائمی تابانیوں کے باوجود دھندلا دھندلا سا لگ رہا تھا' میں کبھی اپنے آپ کو

دیکھتا' من کے اندر تاریکیوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا اور کبھی نگاہیں شہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے در و دیوار کو چومتیں جہاں اجالے ہی اجالے بکھرے ہوئے تھے جہاں دھنک کے ساتوں رنگ ادب و احترام کی قندیل تھامے آہستہ آہستہ اتر رہے تھے' اندر کا موسم خوش گوار سے خوش گوار تر ہوتا چلا جا رہا تھا' کشت آرزو میں باد بہاری چل رہی تھی' شمیم خلد مدینہ چاروں طرف محو خرام تھی' قریہ جاں کے کسی دور دراز گوشے سے ایک کمزوری آواز ابھری' اس کمزوری آواز نے میرے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔ مجھے میری اوقات یاد دلا دی' اندر کی ساری ندامت پیشانی پر امڈ آئی' ریاض! تمہارے نامہ اعمال میں رسوائیوں اور بداعمالیوں کے سوا کچھ بھی نہیں' تیری فرد جرم بڑی طویل ہے' تیری دونوں ہتھیلیوں پر اس فرد جرم کے اوراق دھرے ہوئے ہیں۔ ان اوراق پر تیرے ایک جرم کی تفصیل درج ہے ریاض! تیرا سینہ منافق ساعتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے' تیرے من میں نفرتوں کا لاوا کھول رہا ہے' تیرے ظاہر و باطن میں ہر طرف کثافت اور غلاظت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں' تمہاری یہ جرأت کہ والی کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں چلے آئے ہو' کیا منہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں جا رہے ہو؟ بندہ گستاخ رک جا! خبردار ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا' ضمیر کی عدالت سے فیصلہ صادر ہو رہا تھا' میں سہم گیا' قدم رک گئے' کم مائیگی اور تر دامنی پاؤں کی زنجیر بن گئی' جسم شرمساری کے پسینے میں ڈوب گیا۔ میں عالم تحیر میں گم' جوار مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا تھا۔ قدم تھے کہ اٹھائے نہ اٹھتے تھے' نظریں تھیں کہ زمین میں گڑی جا رہی تھیں' اس عالم بے بسی میں میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت دستگیری کے لئے آگے بڑھی' میرے ہاتھ میں میری بیاض نعت تھی۔ میرے رتجگوں کا حاصل' حصار ہجر میں نوائے بردہ' میری دعائے نیم شبی کا ارمغان' میرے آنسوؤں' ہچکیوں اور سسکیوں کا آئینہ' میری عقیدوں' محبتوں اور خود سپردگیوں کا سرنامہ' دل کو قدرے دلاسہ ہوا۔ عالم وجد میں قریہ جان و دل میں جود و عطا کی سبز بوندیں اترنے لگیں' ایک عجیب سا احساس جاگ اٹھا' چلو سوت کی انٹی ہی سہی' شاید میرا نام بھی یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو جائے' روح اور دل پشیمان ہو کر سلگ اٹھے۔

کیا عجب سگان کوئے مدینہ کی رضا کے جویا رہنے کے صلے میں مجھ گناہ گار کو بھی شرف باریابی سے سرفراز کیا جائے۔ کیا عجب ثناخوان مصطفیٰ اور غلامان رسول ہاشمی کی کشف برادری کے بدلے میں دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کونے کھدرے میں مجھے بھی جگہ مل جائے۔ اس احساس غلامی کے بیدار ہوتے ہی میری ذرا سی ڈھارس بندھی' ایک نیا حوصلہ ملا۔ ایک پرکیف بانکپن اور ایک عجیب سرشاری کا شعور عطا ہوا۔ تھوڑا سا اعتماد بحال ہوا تو سنبھل کر کھڑا ہو گیا' ذہن میں یہ خیال بجلی کی طرح کوند گیا کہ میں لاکھ برا سہی' لاکھ خطاکار سہی' چہرہ زمانے بھر کی سیاہی سے آلودہ سہی لیکن پھر بھی اپنے شفیق اور مہربان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی تو ہوں۔ دعویٰ لاکھ جھوٹا سہی ان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم تو بھرتا ہوں' میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پیکر عفو و کرم ہیں۔ ان ﷺ کی رحمت کی کوئی حد نہیں' ان کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں لوٹا' سب کا بھرم رکھنے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ روسیاہ کا بھرم بھی رکھیں گے۔ سب کے زخموں پر مرہم رکھنے والے رسول آخر صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی رحمت کی شال عطا کریں گے' وہ کہاں کسی کا نام و نسب اور کب کسی کا ہنر دیکھتے ہیں' مجھ سے بے ہنر کے برہنہ سر پر بھی دست شفقت رکھیں گے' وہ تو کرم ہی کرم ہیں' رحمت ہی رحمت ہیں' عطا ہی عطا ہیں' کیا عجب مجھ ایسے روسیاہ کو بھی اپنی کملی کے اجالوں میں چھپا لیں' کیا عجب ایک اچٹتی سی نگاہ مجھ جیسے پر تقصیر پر بھی ڈال لیں اور میرے مقدر کا ستارا چمک اٹھے' کیا عجب...... کیا عجب...... اور میری آواز رندھ گئی' ہچکی بندھ گئی...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک دیوانہ اذن باریابی کا منتظر ہے' یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے شاعر کو حاضری کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس بھری دنیا میں کوئی اس کا پرسان حال نہیں' کوئی اس کے آنسو پونچھنے والا نہیں' کوئی اس پر نگاہ التفات ڈالنے والا نہیں' کوئی اس کے زخموں پر مرہم رکھنے والا نہیں' آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پریشان بھی ہے اور پشیمان بھی' یہ آرزوؤں اور تمناؤں کا ایک طوفان دل میں چھپائے چشم کرم کا منتظر ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم چشمان مبارک اٹھائیے' آقا صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم کیجئے' ضبط کا بندھن بار بار ٹوٹ رہا تھا۔ تمام آرزوئیں اور تمنائیں سیل اشک میں خس و خاشاک کی طرح بہنے لگیں' یا رسول اللہ **انظر حالنا** یا رسول اللہ انظر حالنا

دل نے ایک بار پھر ٹوکا' ریاض! ذرا سنبھل کر قدم رکھنا' یہ سرزمین محبوب خدا ہے۔ یہاں کے ذرے ذرے میں مشتاق مصطفیٰ کے دل دھڑک رہے ہیں۔ یہ خطہ دلنواز آج بھی میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کف پا سے پھوٹنے والی شعاعوں سے

جگمگا رہا ہے۔ دیار دل کا ہر منظر' کشور روح کا ہر پیکر' کیف حضوری میں ڈوب گیا۔ ہر موئے بدن حرف سپاس بن گیا۔ نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور ہاتھ دعا کے لئے پھیل گئے اے قادر مطلق' اے بنجر زمینوں کی طرف کالی گھٹاؤں کو حکم سفر دینے والے رب! میری پلکوں پر جھلملانے والے تشکر کے آنسو قبول فرما۔ یا باری تعالیٰ! تو نے اپنے ایک گناہ گار بندے کو اس کی تمام تر رسوائیوں کے باوجود شہر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بخشا ہے تو اب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ سے شاعر کی حاضری کو لمحات حضوری میں بھی بدل دے۔ اے میری سانسوں کے مالک اے رحیم وکریم رب! میرے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے آداب سے واقف نہیں ہوں۔ میرے ذوق اور میرے شوق کو حد ادب میں رکھ' میرے اضطراب کو حرف عمل عطا کر' دل نے آہستہ سے سرگوشی کی' یہاں سانس بھی آہستہ لے یہ شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی فضاؤں میں سانس لیا کرتے تھے۔ ان کی مقدس سانسوں کی خوشبو آج بھی ان فضاؤں میں رچی بسی ہے۔ چشم تصور انگلی پکڑ کر مجھے میرے بچپن میں لے جاتی ہے' سردیوں کے دن ہیں' نماز عشاء کے بعد ہم سب بچے اپنے دادا جان کے بستر میں گھس جاتے ہیں۔ ایک ساتھ تقاضا ہوتا ہے کہ لالہ جی! کوئی کہانی سنائیں وہ چند لمحے توقف فرماتے ہیں اور مدینے کی گلیوں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہانی سناتے ہیں' وہ ہمیں اپنے ساتھ طائف کے بازاروں میں لے جاتے ہیں' پہاڑوں کا فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! اگر حکم ہو تو اس بستی کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو سرتاپا رحمت ہیں' پہاڑوں کے فرشتے کو ایسا کرنے سے روک دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ٹخنوں سے خون بہہ رہا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لاتے ہیں' دادا جان ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے واقعات سنایا کرتے' دائی حلیمہ کی قسمت پر رشک کیا کرتے' دائی حلیمہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلی تو اس کی مریل سی سواری سب تیز رفتار سواریوں سے آگے نکل گئی۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لئے اپنی کُٹیا میں داخل ہوئی تو کُٹیا میں ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پالنے میں ہوتے تو چاند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے پر کبھی دائیں طرف جھک جاتا اور کبھی بائیں جانب' وہ ہمیں بتاتے کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے' عرب اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے' کبھی دادا جان ہمیں بتاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہمان عرش بن کر آسمانوں کی سیر کو گئے تھے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے کہ اسلام قبول کرنے پر انہیں ریت پر گھسیٹا جاتا' غار حرا کا ذکر آتا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ سناتے' دادا جان کی آواز بھرا جاتی! آنکھیں چھلک پڑتیں' ہم بچے حیران ہوتے کہ یہ کہانی سناتے سناتے دادا جان کو کیا ہو جاتا ہے۔ وہ کہانی سناتے سناتے چند لمحوں کے لئے رک کیوں جاتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زبان پر آتے ہی ان کی آنکھیں کیوں چھلک پڑتی ہیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں کہ ان کے نام پر لہو کی گردش تیز ہو جاتی ہے' یہ مدینہ کس بستی کا نام ہے' یہاں کے ذرے ذرے کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی تمنا کیوں دلوں کو بے تاب رکھتی ہے۔ جب شعور ذرا پختہ ہوا اور معلوم ہوا کہ ہمارا تو سب کچھ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہیں' اللہ کے سب سے برگزیدہ پیغمبر ہیں' یہ کائنات ارض وسماوات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کا تصدق ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' ہمارے سردار ہیں' ہمارے ماویٰ وملجیٰ ہیں اور کائنات کی سب سے محترم شخصیت ہیں اور اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہماری جان' مال' اولاد غرضیکہ ہر شے سے عزیز تر نہ ہو جائیں تو میری آنکھیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی بھیگنے لگتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رگ وپے میں اترتی محسوس ہوتی' میں آنکھیں بند کر لیتا' درود شریف پڑھتا اور چشم تصور میں گنبد خضرا کی چھاؤں میں پہنچ جاتا' بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچ کر سلام عرض کرتا' اپنی گزارشات بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرتا اور درود پڑھتے پڑھتے پھر اپنی دنیا میں واپس پہنچ جاتا' جب کسی کتاب یا رسالے میں گنبد خضرا کی تصویر دیکھتا تو درود پڑھتا' سینے میں ایک ٹھنڈک سی محسوس ہوتی' لطف وراحت کا ایک عجیب سا موسم دل ونظر پر محیط ہو جاتا' واقعہ ہجرت پڑھ کر عجیب سی حالت ہو جاتی' مکہ مکرمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا آغاز' غار ثور سے قبا تک کا سفر' اہل مدینہ کا والہانہ استقبال' بنو نجار کی بچیوں کا نیر مقدمی گیت گانا' اکثر مجھے تڑپا دیتا' جب میں نے پہلی بار اس مکان کی تصویر دیکھی جہاں یثرب کی بچیوں نے دف بجا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا تھا تو

(باقی ۔۔۔ ۲۹ پر)

مصائب وآلام میں انسان کو کیا کرنا چاہیے

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

۱۔ ہمارا ایمان ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانے سے لے کر قیامت تک آنے والی نسل کے لئے رسول ہیں۔

۲۔ یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ اس لئے قیامت تک یہی کتاب دین ودنیا کی بھلائی کا راستہ دکھائے گی۔

نتیجہ: مذکورۃ الصدر دونوں عقیدوں کے بعد ہر مسلمان کا فرض ہے۔ سب سے پہلے وہ قرآن حکیم کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سمجھا گیا۔

اس کے بعد اپنی حالت پر منطبق کرکے دیکھے کہ ہمارے لئے قرآن حکیم کے اس مضمون سے کون سا سبق حاصل ہوتا ہے۔ جب تک یہ دونوں درجے طے نہ کئے جائیں اس وقت تک گویا کہ ہم نے قرآن حکیم کا حق ادا نہ کیا۔ لہٰذا قرآن حکیم کے مطالب ادا کرنے میں بندہ نے انہی اصولوں کو مدنظر رکھا ہے سب سے پہلے یہ کوشش کی ہے کہ وہ مطلب واضح ہوجائے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لیا گیا۔ بعدازاں اپنی حالت پر انطباق کیا گیا ہے کہ ہمارے لئے اس میں کیا ہدایت ہے۔ واللہ الموفق والمعین ایاہ نعبدہ وبہ نستعین ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد

سورۃ فلق

ترجمہ:۔ کہہ دو صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری چیز کی برائی سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حاسد کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔

ربط آیات یہ قاعدہ ہے انسان پہلے ہتھیار ہاتھ میں لے کر دشمن کے مقابلہ میں آتا ہے۔ اسی طرح پہلے پناہ الٰہی (اعوذ برب الفلق) کا ہتھیار دیا گیا پھر دشمنوں کا ذکر کیا گیا (من شر ماخلق) پھر دشمنوں میں ایک خاص ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ پہلے ان دشمنوں کا ذکر ہے جن کا وجود ہی ہمارے لئے مضر ہے (من شر ماخلق) اس کے بعد ان دشمنوں کا ذکر ہے جن کا نفس وجود تو مضر نہیں ہے لیکن ان کے کارنامے ہمارے حق میں مہلک ہیں۔ (ومن شر غاسق اذا وقب) واللہ اعلم

بمراد واسرار کتاب ۱۲۵

احادیث متعلقہ معوذتین

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے وہ آیتیں نہیں دیکھیں جو آج رات نازل ہوئی ہیں ان جیسی آیتیں کبھی نہیں دیکھی گئیں (وہ کون سی ہیں)

قل اعوذ برب الفلق ۔ قل اعوذ برب الناس (رواہ مسلم)

زید بن ارقم سے روایت ہے ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا۔ یہ تکلیف آپ ﷺ کو عرصہ تک رہی۔ پھر آپ ﷺ کے ہاں جبرائیل علیہ السلام آئے فرمایا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور فلاں کنوئیں میں آپ ﷺ کے لئے گرہیں باندھ کر ڈالی ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا پھر آپ ان گرہوں کو نکال کر لائے اور انہیں آ کر کھولا۔ جب ایک گرہ کھولتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تکلیف میں تخفیف محسوس فرماتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح رسی میں بندھے ہوئے کو چھوڑ دیا جائے۔ یہودی کو نہ تو یہ بات جتلائی گئی اور نہ اس نے کبھی کسی کے چہرہ پر اس بات کو محسوس کیا۔

(اخرجہ النسائی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا آپ نے چاند کی طرف دیکھا پھر آپ نے فرمایا اے عائشہؓ اس برائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ کیونکہ یہی غاسق اذا وقب ہے۔ (اخرجہ الترمذی)

ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے جب معوذتین (سورۃ فلق اور ناس) نازل ہوئیں دونوں کو اپنا معمول بنایا اور باقی چیزوں کو چھوڑ دیا۔ (اخرجہ الترمذی والنسائی)

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے انہوں نے فرمایا لوگوں نے کہا۔ یارسول اللہ۔ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پیارا ہے۔ فرمایا۔ الحال المرتحل۔ پوچھا گیا۔ الحال المرتحل کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا جو شخص اول قرآن سے چل کر آخر قرآن تک جا پہنچے اور پھر نیا سفر شروع کرے یعنی پھر قرآن کا دہرانا شروع کرے۔ (اخرجہ الترمذی)

مفہوم الاحادیث

ارشادات مذکورۃ الصدر سے صراحتہً معلوم ہوتا ہے کہ:۔

۱۔ انسان اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ میں نہ لے۔

۲۔ جس طرح جن انسان کے لئے موذی ہیں۔ اسی طرح انسان بھی انسان کے حق میں موذی ہو سکتا ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ ہر شخص شکل انسانی پانے والا مظہر انسانیت نہیں ہے بلکہ بعض ان میں مظہر شیطنیت بھی ہوتے ہیں۔ اللھم اعوذنا منہ وجمیع المسلمین

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء کی پیدائش ہمارے لئے سراسر رحمت ہے وہ جس خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اس خدمت سے محروم رہنا بھی انسان کے حق میں ایک طرح کا شر ہے۔

۴۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا کہ ہر تکلیف اور مصیبت سے نجات پانے کے لئے جو راستہ خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کی طرف سے بتایا گیا ہے اس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں مل سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادعیات قرآنی بہترین وظائف ہیں۔

۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کا قرآن سے تعلق دائمی اور ضروری ہے اگر غور و تدبر اور تلاوت سے ایک دفعہ فراغت پائے تو فوراً ہی دوسری دفعہ اس مخزن علم و حکمت کی دہرائی شروع کر دے۔

اللھم وفقنا لماتحب وترضیٰ

الاعتبار والتاویل

ترکیب انسانی

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم جو نظر آتا ہے اور دوسری روح جو ایک لطیف چیز ہے دیکھنے میں نہیں آتی مگر ہر عقلمند اس کے وجود کو مانتا ہے اس کے وجود سے انسان زندہ ہے اگر وہ نکل جائے تو ڈھانچہ انسانی بے کار سمجھ کر ضائع کر دیا جاتا ہے خواہ زمین میں دفن کیا جائے یا آگ میں جلایا جائے یا دریا برد کر دیا جائے۔

راحت و رنج

دونوں جز انسانی و جسم و روح کے اسباب راحت و رنج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مثلاً لذیذ کھانوں سے جسم کو لذت حاصل ہوتی ہے تو روح ذکر الٰہی سے مسرور ہوتی ہے۔ الابذکر اللہ تطمئن القلوب
اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (سورہ رعد رکوع ۴ پارہ ۱۳) جسم کو کسی چوٹ لگنے یا زخمی ہونے سے صدمہ ہوتا ہے لیکن روح کو بعض اوقات مذکورہ الصدر صدمہ سے بھی زیادہ صدمہ پہنچتا ہے حالانکہ بظاہر کوئی سبب تکلیف نہیں پایا جاتا۔ مثلاً کسی پیارے عزیز کے انتقال کی خبر وحشت اثر آ جائے تو رونا چیخنا شروع کر دیتا ہے۔ جسم تو صحیح سالم ہے لیکن روح صدمہ سے صد پارہ ہو رہی ہے۔

جلب نفع و دفع ضرر

انسان اپنی بقاء اور فانی زندگی تب پوری کر سکتا ہے کہ مفید چیزیں اسے میسر آتی جائیں اور مضر اشیاء کی زد سے محفوظ رہے۔

توحید خالص

توحید کی تعلیم مذہب کا سنگ بنیاد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان اپنا رشتہ عبودیت تمام ماسوائے اللہ سے توڑ کر ایک مالک حقیقی جل مجدہ سے جوڑ لے اور توحید خالص یہ ہے کہ ہر جلب نفع اور ہر دفع ضرر میں فقط اپنے ایک خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کے دروازے کو کھٹکھٹائے اور قبولیت درخواست میں خواہ کتنی ہی دیر ہو جائے لیکن اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔

مضمون سورۃ الفلق

تمثیل: انسان کی جنس الجنس جسم نامی ہے۔ اس لحاظ سے انسان میں تمام نباتی خصائص (مع شی زاید) موجود ہیں۔ لہٰذا اگر انسان کو نبات کے ساتھ تشبیہ دے کر لوازمات نباتیہ اس کے لئے بھی ثابت کئے جائیں تو عقلاً اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔

آفاتِ نبات

اناج میوہ جات وغیرہ اپنے مالک کے کام میں تب آ سکتے ہیں جب چار قسم کی آفتوں سے محفوظ رہیں پہلی آفت ان چیزوں کا وجود ہے جن کی پیدائش اور خلقت ہی میں سبزی کے ساتھ عداوت ہے اور وہ سبزی خور جانور ہیں۔ اس آفت کا ذکر من شر ما خلق میں ہے۔

دوسری آفت:۔ نباتات کا ان چیزوں کی امداد سے محروم رہنا جو اپنی تاثیر سے نباتات کے نشوونما میں مؤید ہیں جن کا ذکر من شر غاسق اذا وقب میں ہے مثلاً چاند کی روشنی کھیتی کے نشوونما کے لئے بہت بڑی معاون ہے۔ لہٰذا کھیتی کا چاندی روشنی سے محروم رہنا اس کے لئے پیغام موت ہے۔

تیسری آفت:۔ وہ ناگہانی بلائیں ہیں جن سے کھیتی کو پیغام مل جائے مثلاً گرمی یا سردی کی شدت ہو یا اولوں کی بارش ہو۔

چوتھی آفت:۔ حسد حاسد ہے جس کا ذکر ومن شر حاسد اذا حسد۔ میں ہے حاسد کو حسد دراصل مالک سے ہے۔ وہ نعمت جو کارساز حقیقی عزاسمہٗ وجل مجدہ نے اپنے کسی بندے کو عطا فرمائی ہے۔ حاسد اس عطیہ پر معترض ہے کہ یہ محسود کو ملنے کی بجائے مجھ کو

(حاسد کو) ملنی چاہیے تھی۔ حسد حاسد کی آفت بھی کاشت پر بعض اوقات پڑا کرتی ہے۔ مثلاً گیہوں کا کھیت کاٹ کر مالک نے ایک انبار لگا رکھا ہے۔ حاسد مالک کی ذات کو نقصان پہنچا کر اپنا بیر نہیں لے سکتا اب وہ اس مالک کی چھ سات ماہ کی کمائی (یعنی تو وہ گیہوں) کو دیا سلائی کی ایک تیلی سے خاکستر بنا کر اپنے حسد کی آگ بجھاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کاشت جب تک مذکورۃ الصدر چار آفتوں سے بچ کر درجہ تکمیل تک نہ پہنچے مالک کے کام کی نہیں ہے اور جب ان آفتوں کی زد سے نکل جائے تب مالک اسے اپنی قیام گاہ میں لے جاتا ہے۔ حفاظت سے اپنی زیر نظر رکھتا ہے اپنے کام میں لاتا ہے اور اپنے معزز مہمانوں کی خاطر و تواضع میں اسے صرف کرتا ہے۔

آفات انسانی

انسان کے لئے بھی چار قسم کی آفات ہیں جب ان سب سے نجات پائے تب مالک حقیقی کے کام آئے ورنہ راستہ ہی میں بھٹک کر رہ جائے اور غفران کی بجائے خسران پائے اور ان آفات و مصائب سے بچنا بجز امداد رب ناممکن ہے۔ پہلی آفت من شر ما خلق ان چیزوں کا وجود جن کی خلقت ہی میں انسان سے عداوت ہے۔ مثلاً سانپ بچھو شیر چیتا بھیڑیا وغیرہ۔

دوسری آفت: و من شر غاسق اذا وقب۔ ترجمہ اور اندھیری چیز کی برائی سے جب وہ چھا جائے تاریکی کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔

تیسری آفت: و من شر النفثت فی العقد سے اعتبار وہ ناگہانی بلائیں ہو سکتی ہیں جو انسان کی قوائے فہم و ادراک کو عضو معطل کی طرح بنا دیں۔ مثلاً جادو کا اثر انسان کی قوت عقلیہ کو مبہوت بنا دیتا ہے۔ قوت فیصلہ انسان کا صحیح کام نہیں کرتی (اس قوت کے ضائع ہونے سے باقی تمام قوائے انسانی میں بھی اعتدال قائم نہیں رہتا غرضیکہ انسان کی ساری مشینری میں خلل واقع ہوتا ہے۔

لہٰذا اس مصیبت عظمیٰ سے بچنے کے لئے بھی انسان کو اپنے مربی حقیقی عزاسمہٗ کی پناہ میں آنا ضروری ہے۔

چوتھی آفت: و من شر حاسد اذا حسد ہر ایک انسان پر بے شمار انعامات الٰہی ہیں۔ علاوہ اس کے اس نظام عالم میں بے انتہا شعبہ ہائے کار اور مختلف خدمات ہیں۔

اس جہاں کے اصلی مالک خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے ہر کام کے لئے علیحدہ علیحدہ انسان پیدا کئے ہیں۔

صحیح راہ عمل

صحیح راہ عمل تو ہر انسان کے لئے یہ تھی کہ اپنی اپنی خدمت معینہ پر ہمت سے کام کرتا اور دوسرے کے فرائض میں دخل نہ دیتا۔ چنانچہ فرمان باری جل مجدہٗ میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے قولہ تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بعضکم علی بعض (سورۃ نساء رکوع ۵) ترجمہ: اور اس چیز کی آرزو مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ انتہی۔

لیکن حسب فرمان خالق جل مجدہ واحضرت الانفس الشح (اور نفسوں میں بخل ڈال دیا گیا ہے۔) انسان اپنی نعمتوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ہر طرح کی نعمتوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ سرفرازی میرے لئے مخصوص ہو جائے تاکہ کوئی عزت کا عہدہ ایسا نہ ہو جس میں میرا نام نہ آئے اور میں ہی سارے ہم عصر دل میں زیادہ ممتاز بن کر رہوں۔

اس لئے وہ باقی نوع انسان سے حسد کرتا ہے۔ دراصل وہ تقدیر الٰہی پر معترض ہے کہ فلاں نعمت سے فلاں شخص کو تقدیر نے کیوں ممتاز فرمایا اس نعمت کا میں ہی حقدار تھا۔ اب مقدر تقدیر قادر مطلق کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ البتہ جس شخص پر وہ نعمت قسام ازل نے تقسیم کی ہے اس سے ساری عداوت کا اظہار کرتا ہے اور اپنے حسد و کینہ اور بغض کے باعث اسے چین نہیں لینے دیتا۔

اس چوتھی آفت سے بچنے کے لئے پناہ الٰہی میں آنے کی تلقین کی گئی ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حسد بدترین شر ہے واقعہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حسد سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے کیونکہ جس قدر تکالیف ایک انسان کو دوسرے انسان سے پہنچتی ہیں۔ ان کا اصل منشا صفت حسد ہی ہوتی ہے۔ اس لئے عقلاء نے کہا ہے کہ پہلا گناہ جو آسمان پر واقع ہوا ہے وہ شیطان کا حسد آدم علیہ السلام پر تھا اور پہلا گناہ جو زمین پر ہوا وہ قابیل کا حسد ہابیل پر تھا۔

الحاصل

سورۃ کا حاصل یہ نکلا کہ دنیا بھر کی تکالیف میں سے جس تکلیف میں انسان مبتلا ہو تو سوائے کارساز حقیقی عزاسمہٗ و جل مجدہ کے دروازے کے اور کسی دروازے پر نہ جائے اور فقط اپنے رب العزت کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔

کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی قریب نہیں ہے (نحن اقرب الیہ من حبل الورید) اس کے سوا کسی نے قبولیت دعا کا ٹھیکہ نہیں لیا اور نہ لے سکتا ہے (اجیب دعوۃ الداع اذا دعان) اس سے بڑھ کر اور کوئی ہوشیار و بیدار نہیں ہے۔ (لا تاخذہ سنۃ ولا نوم) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ○

بقیہ: ۶۹ روز روز عید تھا

میں دیر تک وہ تصویر آنکھوں سے لگا کر روتا رہا تھا۔ میں اکثر سوچتا، کاش میں بھی یثرب کی ان بچیوں میں شامل ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں اپنی آنکھیں بچھاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی مہار تھام کر عرض کرتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر چلئے ہم سب گھر والے آپ کی خدمت کیا کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب آ کر پوچھتے کیا تم مجھے چاہتے ہو تو میں بے ساختہ پکار اٹھتا۔ ''دل و جان سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' اور پھر دیوانہ وار اپنے آقا ﷺ کے قدموں سے لپٹ جاتا۔

قسط نمبر ۱۳

تعارف قرآن بزبان قرآن

ترجمہ: ''ان کے حق میں برابر ہے خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں' وہ ایمان نہ لائیں گے۔'' (البقرہ:۶)

قرآن حکیم کی جو صفات اللہ تعالیٰ نے اس مقدس اور آسمانی کتاب میں بیان فرمائی ہیں وہ ایک دوسرے سے جس قدر وابستہ ہیں ان کا ہلکا سا اندازہ حقیر کوشش سے ہوسکتا ہے۔ میری ناچیز رائے میں یہ صفات اس ترتیب کے ساتھ آتی ہیں کہ ہر صفت اپنے بعد آنے والی صفت کی وضاحت کردیتی ہے۔

مبارک:

وہ کتاب جو انسانیت کے لئے ہدایت' بشارت اور حکمت ہے وہ کتنی مبارک ہوگی:

ترجمہ: ''اور یہ مبارک کتاب (بھی) ہم نے نازل کی ہے' پس اس کی پیروی کرو اور (اللہ کا) تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الانعام:۱۵۵)

''مبارک'' کی وضاحت اسی آیت کریمہ میں تقویٰ اور رحم سے ہوگئی ہے۔ مبارک وہ چیز ہے جس میں ایسا ثبات ہو' یا ایسا ثبات دوسروں کو عطا کرے جس میں استحکام کے ساتھ نمو بھی ہو' یعنی بڑھتے رہنے کی صلاحیت' اردو میں یہ لفظ اپنی وسعتوں کے ساتھ منتقل ہوا ہے: ''اس کے ہاتھ میں کتنی برکت ہے۔ اس کے قدم ہمارے گھر کے لئے کتنے مبارک ثابت ہوئے۔'' ثبات اور نمو کے ساتھ ساتھ برکت میں خیر و فلاح اور کثرت کے معنی بھی موجود ہیں۔

مفصل:

قرآن فرقان ہے۔ اس پر گفتگو ہوچکی ہے۔ کتاب اللہ نے اپنے آپ کو فرقان کے ساتھ ''کتاب'' و ''بیان'' اور ''آیات'' بھی کہا ہے۔ ان سب لفظوں میں وضاحت کے معنی ہیں۔ ایسی وضاحت جو روشن ہو' اور چیزوں کو الگ الگ کردے۔ پھر یہ ''علم'' بھی ہے۔ وہ علم جس میں تفصیل ہو۔ ان حقائق کے پیش نظر خالق اکبر نے اپنی کتاب حمید کو کتاب مفصل کہا ہے:

ترجمہ: ''اور وہی تو ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب بھیجی۔'' (الانعام:۱۱۴)

قرآن دین و کفر اور حق و باطل کے درمیان حد فاصل ہے اور اس اعتبار سے یہ کتاب مفصل ہے۔ پھر اس لحاظ سے بھی کہ نہایت وضاحت رکھنے والی کتاب ہے۔ وضاحت کا مفہوم ذہن میں واضح ہونا چاہئے' اس کے احکام میں الجھن نہیں' یہی صفائی وضاحت ہے۔ وضاحت تفصیلات کو نہیں کہتے' قرآن کے احکام میں کہیں الجھن نہیں' اس میں جہاں تفاصیل اور عملی شکلیں نہیں دی گئی ہیں' اس کا مقصد یہ ہے کہ انہیں اسوۂ حسنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کیا جائے جو قرآن کے اجمال کی تفصیل اور اشارات کی تفسیر ہے۔

رحمت:

انسانیت گمراہی و ضلالت کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی' کہیں بھی روشنی نظر نہیں آتی تھی۔ ان حالات میں یہ مبارک مفصل اور ہدایت کرنے والی کتاب رحمت بن کر نازل ہوئی۔

یہ کتاب انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایسی دین اور عطا ہے' جس نے اس کی کمیوں کو دور کردیا ہے' کمی دو قسم کی ہوسکتی ہے۔ داخلی اور خارجی' داخلی کمی کا تعلق انسانوں کی دنیا میں تہذیب' ثقافت اور انداز فکر سے ہوتا ہے اور خارجی کمی کا تعلق تمدن' معاشرتی زندگی اور رہن سہن سے۔ قرآن نے ان دونوں کمیوں سے انسان کو نجات دلادی۔ ایک طرف توحید' رسالت' قیامت' عدل' مساوات' اخوت اور ایسی ہی دوسری بنیادی اقدار کی بنا پر ذہن کی دنیا میں انقلاب برپا کیا اور دوسری طرف سیرت اجتماعی کو اس ذہنی انقلاب نے یکسر بدل دیا۔

رحمت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس کے کئی معنی پہلو (Shades) ہیں' رحمت کمیوں کو دور کرنے والی عطا اور بخشش کو بھی کہتے ہیں' اور حفاظت کرنے کو بھی قرآن نے نقصانات اور خسر و نامرادی کے طوفانوں کے مقابل میں انسان کو اپنے دامن رحمت میں چھپالیا' مجموعی طور پر وحی الٰہی کو رحمت کہا گیا ہے اور قرآن کو خاص طور پر کیونکہ قرآن حکیم پر سلسلہ وحی ختم ہوا اور اس میں قیامت تک کے لئے انسانوں کے واسطے سامان رحمت ہے رحمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ عطا اور بخشش جو ضروریات کے مطابق ہو۔

(باقی آئندہ)

ردقادیانیت پر علما کرام کی

سہ ماہی تربیتی کلاس

...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علمائے کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

...... 10 شوال 1422ھ سے سہ ماہی کلاس جاری کی جارہی ہے۔

...... جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔

...... کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جداً میں سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔

...... ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سوروپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

...... ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔

...... جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔

...... تعلیم 10 شوال کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست ورابطہ کے لئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پرہیں تو ...

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عُمدہ طباعت

ہفت روزہ
ختم نبوّۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

کا مطالعہ کیجئے

ختمِ نبوّۃ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دُنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے جس میں سیرت رسول، آخرت، سیرت الصحابہ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں

اَلحمدُ لِلّٰہ
یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، نائیجیریا، سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے
خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے